9/15

ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

بیادگار:
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور

مورخہ: ۱۶ اگست سنہ ۱۹۶۳ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ◎ لاہور

ہدیہ ۲۵ پیسے

اَحادیثُ الرَّسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اُمِّ شَرِيْكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِقَتْلِ الْوَزَغِ وَقَالَ كَانَ يَنْفُخُ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ —

ترجمہ! حضرت ام شریکؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے گرگٹ کو مار ڈالنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آگ کو پھونکتا تھا (یعنی جس آگ میں ابراہیم علیہ السلام کو ڈالا گیا تھا اس آگ میں پھونکیں مار مار کر اس کو بھڑکا دیا تھا۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِقَتْلِ الْوَزَغِ وَسَمَّاهُ فُوَيْسِقًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ —

ترجمہ! حضرت سعد بن وقاص رض کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے گرگٹ کو مار ڈالنے کا حکم دیا اور اس کا نام چھوٹا فاسق رکھا (مسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَتَلَ وَزَغًا فِيْ اَوَّلِ ضَرْبَةٍ كُتِبَتْ لَهٗ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَفِي الثَّانِيَةِ دُوْنَ ذٰلِكَ وَفِي الثَّالِثَةِ دُوْنَ ذٰلِكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ! حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص گرگٹ کو ایک ہی وار میں مار ڈالے اس کے حساب میں سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جو شخص دوسرے وار میں مارے اس کے حساب میں سو سے کم اور تیسرے وار میں مارے اس کے حساب میں اس سے بھی کم (مسلم)

عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ الدَّاءَ وَالدَّوَاءَ وَجَعَلَ لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءً فَتَدَاوَوْا وَلَا تَدَاوَوْا بِحَرَامٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ

ترجمہ! حضرت ابو الدرداء رض کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ خداوند تعالے نے بیماری بھی پیدا کی ہے اور بیماری کی دوا بھی اور ہر بیماری کی ایک دوا مقرر فرمائی ہے تم دوا سے (بیماری کا) علاج کرو لیکن حرام چیز سے علاج نہ کرو (ابوداؤد)

عَنْ زَيْنَبَ امْرَاَةِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ رَاٰى فِيْ عُنُقِيْ خَيْطًا فَقَالَ مَا هٰذَا فَقُلْتُ خَيْطٌ رُقِيَ لِيْ فِيْهِ قَالَتْ فَاَخَذَهٗ فَقَطَعَهٗ ثُمَّ قَالَ اَنْتُمْ اٰلُ عَبْدِ اللّٰهِ لَاَغْنِيَاءُ عَنِ الشِّرْكِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ الرُّقٰى وَالتَّمَائِمَ وَالتِّوَلَةَ شِرْكٌ فَقُلْتُ لِمَ تَقُوْلُ هٰكَذَا لَقَدْ كَانَتْ عَيْنِيْ تَقْذِفُ وَكُنْتُ اَخْتَلِفُ اِلٰى فُلَانٍ الْيَهُوْدِيِّ فَاِذَا رَقَاهَا... سَكَنَتْ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ اِنَّمَا ذٰلِكَ عَمَلُ الشَّيْطَانِ كَانَ يَنْخَسُهَا بِيَدِهٖ فَاِذَا رُقِيَ كَفَّ عَنْهَا اِنَّمَا كَانَ يَكْفِيْكِ اَنْ تَقُوْلِيْ كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ —

ترجمہ! حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی بیوی زینبؓ کہتی ہیں کہ عبداللہ (یعنی ان کے شوہر) نے ان کی گردن میں تاگا پڑا دیکھا اور مجھ سے پوچھا یہ کیا ہے میں نے کہا گنڈا ہے جس پر میرے لئے منتر پڑھا گیا ہے عبداللہ نے (یہ سُن کر) کہا عبداللہ کے گھر والو! تم شرک سے بالکل بے پرواہ ہو میں نے رسول اللہؐ کو یہ فرماتے سُنا ہے کہ منتر، منکے اور ٹوٹکے شرک ہیں میں نے کہا یہ تم کیا کہتے ہو۔ میری آنکھ (درد سے) نکلی پڑتی تھی اور میں فلاں یہودی کے پاس آیا جایا کرتی تھی اس یہودی نے (اس پر) منتر پڑھا (اور دم کیا) اور آرام ہوگیا عبداللہ نے کہا یہ شیطان کا کام ہے وہ اپنے ہاتھ سے آنکھ کو دباتا ہے۔ جب منتر پڑھا گیا تو اس نے دبانا چھوڑ دیا تجھ کو صرف وہ کلمات کہنے کافی تھے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے (یعنی یہ کہ، اَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا —

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَعِدَةُ حَوْضُ الْبَدَنِ وَالْعُرُوْقُ اِلَيْهَا وَارِدَةٌ فَاِذَا صَحَّتِ الْمَعِدَةُ صَدَرَتِ الْعُرُوْقُ بِالصِّحَّةِ وَاِذَا فَسَدَتِ الْمَعِدَةُ صَدَرَتِ الْعُرُوْقُ بِالسَّقَمِ —

ترجمہ! حضرت ابی ہریرہ رض کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے معدہ بدن کا حوض ہے اور بدن کی رگیں اس حوض کی طرف آتی ہیں (یعنی جسم انسانی کے اعضاء کی رگیں اس حوض سے وابستہ ہیں) جب معدہ درست ہوتا ہے تو یہ رگیں بدن کی صحت کو قائم رکھنے کے لئے معدہ سے مواد صالح حاصل کرتی رہتی ہیں اور جب معدہ خراب ہوتا ہے تو رگیں خراب مواد حاصل کر کے علالت کا سبب بنتی ہیں

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَعِقَ الْعَسَلَ ثَلَاثَ غَدَوَاتٍ فِيْ كُلِّ شَهْرٍ لَمْ يُصِبْهُ عَظِيْمٌ مِنَ الْبَلَاءِ

حضرت ابو ہریرہ رض کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہر مہینہ میں تین دن صبح کے وقت شہد کو چاٹ لے وہ پھر کسی بیماری اور مصیبت و بلا میں مبتلا نہیں ہوتا (ابن ماجہ بیہقی)

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ بِالشِّفَائَيْنِ الْعَسَلِ وَالْقُرْاٰنِ رَوَاهُمَا ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَقَالَ وَالصَّحِيْحُ —

ترجمہ! حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دو شفا دینے والی چیزوں کو اپنے اوپر لازم کر لو (یعنی ان کا استعمال ضرور کیا کرو) ایک تو شہد اور دوسرے قرآن (ابن ماجہ بیہقی)

شعر

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مال غنیمت، نہ کشور کشائی

ہفت روزہ



لاہور

فون ۶۷۵۴۵ | ایڈیٹر:۔ مناظر حسین نظر

جلد ۹ | ۱۶ راگست ۱۹۶۳ء ۲۵ ربیع الاول ۱۳۸۳ھ | شمارہ ۱۵

تہذیبِ نو اور قانونِ خداوندی

کرۂ ارض کی سلطنت اور بادشاہی احکم الحاکمین کے اور صرف اسی کے دستِ قدرت میں ہے۔ اس لئے اسی کا قانون امن و آشتی کا باعث بن سکتا ہے اسے چھوڑ کر جس زماں، جس مکاں میں انسان کا بنایا ہوا قانون جاری وساری ہو گا از دیاد جرائم کا سبب بن کر رہے گا۔

عیاں را چہ بیاں، شجر کی تلخی و شیرینی کا دار و مدار اس کے ثمر پہ ہے۔ اگر پھل کڑوا ہے تو درخت کڑوا ہے پھل میٹھا ہے تو درخت میٹھا ہے۔ آج بھی نتائج اگر دیکھتے ہیں تو انسان کا بنایا ہوا قانون، قتل، بدکاری، اغوا، ڈکیتی اور دوسرے اخلاقی جرائم میں تشویش انگیز اضافے کا موجب بن رہا ہے۔ رحمٰن کے قانون کی خبر جب مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف لاکر دنیا کو دی اور اس قانون کا نفاذ ایک خطے میں کر کے دکھایا تو وہ خطہ تمام روئے زمین کے لئے ایک نمونے کا خطہ بن گیا پھر اس قانون کی پیروی جس جس قوم نے کی وہ قوم دیگر اقوام عالم کی راہنما و ہادی بن گئی۔

سنہری تاریخ شاہد ہے کہ عربوں نے جب تک ربانی قانون کو اپنا مقتدا بنایا وہ شرقاً غرباً ہر طرف فتح و کامرانی کا پرچم لہراتے چلے گئے۔ اسی طرح جب عجمیوں نے اس قانون کے دامن میں پناہ لی اور اسے اپنا پیشوا بنایا تو وہ تمام روئے زمین کے قائد و سائق بن گئے تمام ادیان باطلہ پر غالب آ گئے واقعی وہی ذات ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور پختہ قانون دے کر بھیجا تاکہ اسے تمام ادیان پر غالب کرے۔ "چنانچہ غالب کیا جس طرح غالب کرنے کا حق ہے ؎

نقشِ قرآں تا دریں عالم نشست
نقشہائے کاہن و پاپا شکست (اقبال)

آخر اس کے غالب آنے کی وجہ کیا تھی یہ دین اسلام کیوں غالب آیا اس لئے کہ اس کے ہر ہر قانون کا کارساز رحمٰن تھا کسی وقت بھی کوئی انسان نہ تھا اس قانون ربانی کے ہر جزو میں عدل تھا انصاف تھا، ظلم و ستم کہیں بھی نہ تھا یہ کل کائنات کے کارساز کا قانون تھا یہ فطرت کے مطابق تھا یہ جہاں پہنچا سلیم الفطرت انسانوں نے وہیں اسے دل میں جگہ دی اس لئے کہ انسان اپنی ابتداء و انتہا پر غور کرتا تھا تو اسے یہی معلوم ہوتا تھا کہ اس کی موت و حیات کا خالق وہی ذات بابرکت جس کے ہاتھ میں سب حکومت ہے اور وہ ہر چیز پہ قادر ہے اگر آج اس قانون کو نہ اپنایا تو خسر الدنیا والآخرۃ ہمارے مقدر میں ہو گا۔ انسان اس رمز سے آشنا ہو گیا ہمارے کاموں کی اچھائی اسی کے قانون میں ہے اور اسی سے ہماری آزمائش ہو گی۔ چنانچہ جنہوں نے اس قانون کی خوبی کو پہچانا اور اسی پہ گامزن ہو گئے تو یہ قانون ان کے لئے مشعلِ راہ بن گیا وہ ہر نشیب و فراز میں کامیاب ہوئے اور ہوتے رہیں گے وہ خود بھی اخلاق حسنہ کے مجسمے بن گئے اور دوسروں کو بھی اپنے اخلاق حمیدہ کا مطیع و منقاد بنایا۔ وہ اس قانون کے ماننے والوں کے لئے جہاں رحمت و رافت کا باعث بنے وہاں اس قانون کو نہ ماننے والوں کو بھی انہوں نے اپنی تیغ اخلاق سے رام کر لیا ہاں جنہوں نے ان کے مٹانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا وہ خود صفحۂ ہستی سے مٹ گئے اس لئے کہ ظالم کے ظلم کو مٹانے کے لئے وہ استوار تھے وہ سیسہ پلائی دیوار تھے کوئی قوم بھی اس دیوار کے منہدم کرنے کا اپنے اندر کس بل نہ رکھتی، جو مقابلے میں آیا پاش پاش ہو گیا۔ کیونکہ یہ دیوار عدل و انصاف کی بنا پہ مبنی تھی۔

اس قانون الٰہی کے نام لیوا اسے اور اسے ہی صراطِ مستقیم سمجھتے تھے یہ قانون ان کا قال ہی نہ تھا بلکہ حال بن چکا تھا۔ اس کی زد میں جو بھی آتا اس پر اس کا وار چلا کر رہتے کتنے ہی بڑے قبیلہ کی فاطمہ ہو اور اسلام میں وہ قبیلہ کتنا ہی نو وارد ہو اس کے چلانے والے صلے اللہ علیہ وسلم نے بر سر منبر سرخرو ہو کر کہا کہ اگر محمدؐ کی بیٹی فاطمہ رضؓ چوری کرے تو میں اس کے ہاتھ کاٹ دوں اس قانون کا یہی عدل تھا کہ اس نے حکمران و محکوم کی تمیز کو بالائے طاق رکھ دیا۔ اس نے یہ نہیں کہا تھا کہ برہمن اگر چوری کرے تو راجہ اسے سزا نہ دے۔ یہ انصاف بھرا قانون ہر ادنیٰ و اعلیٰ کے لئے ہر امیر و غریب کے لئے یکساں حیثیت رکھتا تھا وہ قانون کالے اور گورے کی تمیز سے بالا تھا۔ وہ راعی اور رعایا دونوں کے لئے مساوی تھا۔

آج جن تہذیب یافتہ کہلانے والی اقوام نے انسان کے قانون کو نافذ کرنے کی کوشش کی ان میں جرائم کے اضافے کی رفتار ملاحظہ ہو یہ رفتار آبادی میں اضافہ کی رفتار سے چار گنا زیادہ ہے آج کل اس مہذب و متمدن ملک میں ایک گھنٹے میں ایک آدمی قتل ہوتا ہے ہر تئیس منٹ کے بعد ایک عورت پر مجرمانہ حملہ کیا جاتا ہے ہر چار منٹ کے بعد قاتلانہ حملہ کی ایک واردات ہوتی ہے اور ہر تیسے سیکنڈ میں ایک کار چوری کی جاتی ہے یہ ان جرائم کے اعداد و شمار ہیں جو پولیس کی گرفت میں آ گئے اور جن پہ سزائیں ہوئیں ان کے علاوہ کل جرائم کا تین چوتھائی حصہ وہ ہے جن پہ گرفتاریاں نہیں ہو سکیں ان کی تعداد اب بیس لاکھ سے متجاوز ہو چکی ہے۔

دنیا کے دوسرے مہذب اور ترقی یافتہ ملک انگلستان کی حالت اس سے کچھ زیادہ بہتر نہیں ۱۹۶۲ء میں لندن میٹروپولیٹن پولیس نے جن جرائم کا چالان کیا ان سے پتہ چلتا ہے کہ انگلستان کے صرف اس حلقے میں جرائم میں نو فی صد اضافہ ہوا۔ ان اعداد و شمار میں ان مغربی تہذیب کے دلدادگان کے لئے لمحہ فکریہ ہے جو انگلستان کی سرزمین میں روزی تلاش کرنے کے متلاشی ہیں۔ اگر حکمران طبقہ نے جلد از جلد قانون الٰہی کا نفاذ نہ کیا تو یہاں بھی جرائم کی ہولناک تباہی سارے پاکستان کو تہ و بالا کر کے رکھ دے گی۔ اگر وہ پاکستان کو مستحکم بنیادوں پہ دیکھنا چاہتے ہیں تو خدا کے قانون کو فوراً اپنا لیں۔

★ —— غازی خدا بخش ——

مجلس احرارِ اسلام لاہور کے زیر اہتمام
—— مورخہ ۲۱ راگست ۶۳ء بروز بدھ
ایک عظیم الشان جلسہ
حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے زیر صدارت حضرت مولانا عبید اللہ صاحب انور چوک شہیداں بیرون دہلی گیٹ میں منعقد ہو رہا ہے جس میں شیخ حسام الدین، ماسٹر تاج الدین انصاری، حافظ عطاء المنعم شاہ بخاری علامہ علاؤالدین صدیقی، مولانا محمد اسحاق صاحب ایڈیٹر الاعتصام اور دیگر مقررین خطاب فرمائیں گے (سعید احمد اقبال م۔ جنرل سیکرٹری مجلس احرار اسلام لاہور)

مجلس ذکر ۱۷ ربیع الاول ۱۳۸۳ھ مطابق ۸ اگست ۱۹۶۳ء

اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مد ظلہ العالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد!

گزشتہ جمعرات حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت وعشق کے متعلق عرض کر رہا تھا کہ عشاء کی نماز کا وقت ہو گیا۔ آج پھر اسی مضمون کو عرض کرتا ہوں۔ قرآن مجید میں بیسیوں جگہ اللہ تعالیٰ نے حضور کریمؐ کی اطاعت وتابعداری کو اپنی تابعداری قرار دیا ہے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔

ترجمہ: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم، کہہ دو کہ اگر تم اللہ کی محبت رکھتے ہو۔ تو میری تابعداری کرو تاکہ تم سے اللہ محبت کرے اور تمہارے گناہ بخش دے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سب سے پہلے نام لیوا، سچے عاشق اور ہر سنت پر عمل پیرا ہونے والے صحابہ کرامؓ تھے حضورؐ سے سچی محبت وعشق اور اطاعت کے باعث ان کی شان اتنی بڑھی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو دنیا میں اپنے راضی ہونے کی خوشخبری سنا دی۔ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔

انہوں نے رضا الٰہی کا تمغہ حاصل کیا اور والذین لاخوف علیہم ولا ہم یحزنون۔ کی فہرست میں شامل ہوگئے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم کو بھی حضورؐ اور صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر چل کر اپنی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے

اللہ تعالیٰ کا احسان وفضل ہے کہ ہم یہاں مل بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہے ہیں اس میں ہمارا کوئی کمال نہیں۔

ہمارے کئی ہزاروں مسلمان بھائی ایسے بھی ہوں گے۔ جو اس وقت سینماؤں کی ٹکٹیں خرید کر، چکلوں میں جاکر، بازاروں میں آوارہ پھر کر اپنا وقت ضائع کر رہے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی مول لے رہے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ان گمراہ بھائیوں کو ہدایت دے انہیں اپنا مقصد حیات کو سمجھنے کی توفیق دے۔

قرآن مجید میں نیک لوگوں کے لئے انعامات کا بھی ذکر ہے۔ قیامت کے دن جب کہ ہر ایک پریشان وغمگین ہوگا اللہ کے نیک بندے بالکل مطمئن ہوں گے۔ انہیں کسی قسم کا کوئی خوف اور غم نہ ہوگا۔

قرآن مجید میں نیک لوگوں کی صفات بھی مذکور ہیں۔ مثلاً نماز کے وقت کاروبار کو چھوڑ کر نماز پڑھنے والے سردیوں میں گرم گرم بستر کو ترک کر کے یاد خداوندی کرنے والے، راتوں کو اٹھ کر بارگاہ الٰہی میں حاضری دینے والے، گڑگڑانے والے، کثرت سے ذکر اللہ کرنے والے وغیرہ وغیرہ

اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ساری امت کے لئے مقتدیٰ، رہنما بناکر بھیجا ہے۔ مسلمانوں میں سے۔ سب سے زیادہ مومن وہ ہے۔ جس کو حضورؐ سے زیادہ عشق ومحبت ہے جو آپؐ کی تابعداری میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرتا۔

چنانچہ حضورؐ کا ارشاد مبارک ہے: کہ تم میں سے اس وقت تک کوئی کامل ایمان دار نہیں بن سکتا۔ جب تک اس کو مجھ سے اپنے ماں باپ۔ اعزاء اقرباء، بیوی بچے اور دنیا کی سب چیزوں سے زیادہ محبت نہ ہو۔

غازی علم دین شہید کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی۔ کہ اس نے حضورؐ کی شان میں گستاخی کرنے والے کو کیفر کردار تک پہنچایا۔ علماء کرام اور مسلمانوں نے حضورؐ کی ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالنے والوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور اس سلسلہ میں گولیاں کھاکر اپنی جانیں قربان کیں۔ یہ حضورؐ سے عشق ومحبت کا ادنیٰ سا ثبوت ہے۔

حضرات! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تابعداری اور اطاعت ہی سے مسلمان دنیا میں کامیابی وکامرانی اور آخرت میں سرخروئی حاصل کر سکتے ہیں۔

دنیا کے ہر شعبۂ حیات کے لئے آپ کی زندگی مبارک قابل نمونہ ہے

تاجر لوگوں کے لئے حضورؐ نے بہترین اور بے مثال زندگی پیش کی ہے۔ حضورؐ کو امانت اور دیانت کی وجہ سے کاروبار میں دگنا چوگنا نفع ہوا۔ اسی وجہ سے حضرت خدیجہؓ نے حضور سے نکاح کر لیا۔

حضورؐ کی وفاداری کا یہ حال تھا۔ کہ آپؐ حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد فرمایا کرتے تھے کہ سب سے پہلے اسلام لانے والی اور مجھ کو سہارا دینے والی حضرت خدیجہؓ ہے اس نے میرے لئے بڑی قربانیاں کیں۔ مجھے ٹھکانا دیا۔ مجھ پر ایمان لائیں۔ جو لوگ وفاداری اور احسان مندی کو بھول جاتے ہیں ان کو حضورؐ کا نمونہ اختیار کرنا چاہئے۔

حضورؐ مزدوروں کے لئے بھی نمونہ ہیں مسجد نبوی کی تعمیر اور غزوۂ خندق کے موقعہ پر حضورؐ نے خود اینٹیں اور مٹی اٹھائی اور دوسرے صحابہ کرامؓ کے ساتھ کام کیا

شعب ابی طالب کے اندر بھوکے پیاسے رہ کر بتا دیا کہ مصائب وتکالیف کے وقت کیسے زندگی گزارنی چاہئے۔

غرض یہ کہ حضورؐ کی زندگی ہر حال میں جامع واکمل ہے آپؐ ہی ساری دنیا کے لئے ہادی اور رہنما اور نبی بناکر بھیجے گئے ہیں۔

قُلْ يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا۔ الآیۃ (پ ۹ اعراف آیت ۱۵۸)

ترجمہ: کہہ دو اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسولؐ ہوں۔

آپؐ کی زندگی مبارک ایسی ہے کہ خود پیوند لگاتے ہیں۔ مہینہ مہینہ گھر میں آگ نہیں جلتی مگر جو کپڑا، مال، کھانا وغیرہ آیا۔ راہ خدا میں خیرات کر دیا۔ غریبوں کو تقسیم کر دیا۔ آپؐ نے بادشاہی میں فقیری کر کے دکھائی۔ آپؐ نے بیکسوں اور بیواؤں اور یتیموں کی امداد فرماکر دنیا کے لئے مثال قائم کر دی۔ عابد اور زاہد کے لئے حضورؐ کی سیرت بطور نمونہ ہے۔ حضورؐ ساری ساری رات عبادت الٰہی میں گزار دیتے۔ کھڑے کھڑے پاؤں میں ورم آجاتا۔ ہر وقت ذکر الٰہی میں مشغول رہتے کھانے پینے، چلنے پھرنے سوتے جاگتے پیشاب کرنے جانے اور فارغ ہوتے مسجد میں داخل ہونے اور باہر نکلنے کے وقت مختلف دعائیں پڑھتے۔

ہم مسلمانوں پر فرض ہے کہ ہم حضور علیہ الصلوٰۃ

خطبۃ الجمعہ ۱۸ ربیع الاول ۱۳۸۳ھ ۹ اگست ۱۹۶۳ء

قومی ہمدردی اور اسلام

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْکُرُوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖ اِخْوَانًا

ترجمہ! اور سب مل کر اللہ کی رسّی مضبوط پکڑو اور پھوٹ نہ ڈالو۔ اور اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جبکہ تم آپس میں دشمن تھے۔ پھر تمہارے دلوں میں الفت ڈالدی اور تم اس کے فضل سے بھائی بھائی ہو گئے

حاشیۃ شیخ الاسلام

یعنی سب مل کر قرآن کو مضبوط تھامے رہو جو خدا کی مضبوط رسّی ہے۔ یہ رسّی ٹوٹ تو نہیں سکتی ہاں چھوٹ سکتی ہے۔ اگر سب مل کر اس کو پوری قوت سے پکڑے رہوگے کوئی شیطان شر انگیزی میں کامیاب نہ ہو سکے گا اور انفرادی زندگی کی طرح مسلم قوم کی اجتماعی قوت بھی غیر متزلزل اور ناقابل اختلال ہو جائے گی۔ قرآن کریم سے تمسک کرنا ہی وہ چیز ہے جس سے بکھری قوتیں جمع ہوتی ہیں اور ایک مردہ قوم ... حیاتِ تازہ حاصل کرتی ہے لیکن تمسک بالقرآن کا یہ مطلب نہیں کہ قرآن پاک کو اپنی آراء و ہوا کا تختۂ مشق بنا لیا جائے بلکہ قرآن کریم کا مطلب وہ ہی معتبر ہو گا جو احادیثِ صحیحہ اور سلف صالحین کے کی متفقہ تصریحات کے خلاف نہ ہو۔

داور اللہ کے اس احسان کو یاد کرو) کہ صدیوں کی عداوتیں اور کینے نکال کر خدا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے تم کو بھائی بھائی بنا دیا جس سے تمہارا دین اور دنیا دونوں درست ہوئے اور ایسی ساکھ قائم ہو گئی جسے دیکھ کر تمہارے دشمن مرعوب ہوتے ہیں ـــ یہ برادرانہ اتحاد خدا کی اتنی بڑی نعمت ہے۔ جو روئے زمین کا خزانہ خرچ کر کے بھی میسّر نہیں آ سکتی تھی ـــ

بزرگانِ محترم!

جن لوگوں کو خداوند لایزال نے عقل و خرد سے نواز رکھا ہے اور جنہیں حق تعالیٰ شانہٗ نے بصارت کے ساتھ بصیرت کی روشنی بھی عطا فرمائی ہے۔ وہ پوری طرح جانتے ہیں کہ اسلام کا سب سے بڑا کارنامہ وہ حیرت انگیز اصلاحی انقلاب ہے جو اس نے چند ہی دن میں برپا کر کے رکھ دیا۔ اور اقوام عالم میں ایک ایسی مثالی قوم کا اضافہ کیا جس کی نظیر پیش کرنے سے دنیا قاصر ہے۔

دنیا میں جتنے مذاہب ہیں انہوں نے اپنے متبعین کے سامنے کوئی ایسی شاہراہِ مستقیم نہیں کھولی جس پر چل کر پوری امت حوادثِ روزگار سے محفوظ رہ سکے اور جس کے بعد اندرونی بیرونی دشمنوں اور بدخواہوں کا کوئی خطرہ بھی باقی نہ رہے لیکن داعی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسی قوم ضرور دنیا کے سامنے پیش کی جس میں یہ چیز بدرجہ اتم پائی جاتی ہے

مسلم قومیت کی تعمیر اخوت اسلامی اور قومی ہمدردی کی بنیاد پر ہوئی اور اسی پر اجتماعی ترقیوں کا دارو مدار اور حیات قومی کا انحصار ہے دنیا کی کوئی قوم بھی اپنے آپ کو حوادثِ روزگار سے نہیں بچا سکتی اور نہ کسی شعبۂ حیات میں کامیاب ہو سکتی ہے جب تک کہ وہ قومی ہمدردی کے اصول پر کاربند نہ ہو ـــ اسی لئے قرآنِ عزیز نے بار بار اس کی اہمیت کو واضح کیا ہے مسلمانوں کو متحد و متفق رہنے کی تلقین کی ہے،

اور مذکورہ آیت میں اتحاد و اشتراک اور اخوت و محبت کو احسانِ خداوندی کے نام سے تعبیر کیا ہے دراصل اس آیت میں اللہ جل شانہٗ نے وہ تدبیر بتائی ہے کہ جسے اختیار کر کے امت مسلمہ دشمنوں کی سازشوں اور شر و فساد سے بچ سکتی اور دنیوی و اخروی کامیابی سے ہمکنار ہو سکتی ہے

محترم حضرات!

یاد رکھیئے! خداوند قدوس کا یہ اعلان ہے کہ اگر تم اللہ کی رسّی د قرآن مجید اور اسلامی شریعت)، کو پوری قوت سے تھامے رہوگے۔ اس پر عمل پیرا رہوگے۔ پھوٹ کی لعنت سے بچو گے اور قومی ہمدردی اور اخوّت و محبت کو شعار بناؤ گے تو تمہارے مقابلہ میں کوئی شیطانی قوت کامیاب نہیں ہو سکے گی اور نہ کوئی غلط کار تمہیں بے راہ رو اور گمراہ کر سکے گا ـــ

قومی ہمدردی کا مفہوم

قومی ہمدردی کا مفہوم یہ ہے کہ ہر فرد اپنی انفرادیت کو اجتماعیت پر قربان کر دے اور اپنے نفس پر دوسروں کو مقدم رکھے یعنی ہر مسلمان اپنے نفس پر ملت اور جماعت کو مقدم رکھے۔ اگر کسی مسلمان کی انفرادی زندگی سے پوری ملت یا جماعت کو فائدہ پہنچتا ہے تو اسے چاہیئے کہ وہ خود کو قربان کر کے بھی جماعت یا ملت کو ہلاکت و تباہی سے بچا لے ـــ

حیات قومی کی ترقی کے اصول

اسلام نے مسلمانوں کی حیات قومی کی ترقی اور برتری د کامیابی کے دو اصول بتائے ہیں۔ پہلا اصول اخلاص اور فداکاری ہے۔ اور دوسرا انفرادیت کو اجتماعیت پر قربان کرنا ہے۔

صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگی میں یہی دو اصول کام کر رہے تھے اور اسی کا نتیجہ تھا کہ وہ ایک نہایت ہی قلیل سی مدت میں تمام دنیا پر چھا گئے اور جو طاقت بھی ان سے ٹکرائی پاش پاش ہو کر رہ گئی یا مسلم قومیت کا جزو بن کر رہ گئی ـــ

انصار کا ایثار

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منوّرہ پہنچے تو آپ نے سب سے پہلا کام وہاں یہ کیا کہ مہاجرین و انصار میں اخوّتِ اسلامی قائم کرائی، اپنی زبان فیض ترجمان اور معجز بیان سے مہاجرین و

و انصار کے دلوں میں باہمی محبت اور قومی ہمدردی کے پاکیزہ جذبات کوٹ کوٹ کر بھر دیئے زبان پیغمبرؐ کی تھی - اور دل صحابہؓ کے! بھلا بات کیوں دلوں میں ترازو نہ ہوتی؟ انہوں نے ایک ایک لفظ رحمت دو عالم کا لوح دل پر کندہ کر لیا اور اخوتِ اسلامی کا وہ مظاہرہ پیش کیا کہ چشم فلک نے اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا اور نہ آئندہ قیامت تک دیکھ سکے گی ۔

انہوں نے اپنے گھروں کا تمام اثاثہ اپنے مہاجر بھائیوں کے سامنے ڈال دیا اور کہا کہ بھائیو! اس میں نصف حصہ تمہارا ہے اور نصف حصہ میرا ۔ حتیٰ کہ اگر ایک انصاری کی دو بیویاں تھیں تو ان میں سے ایک کو اپنے نکاح میں رکھا اور ایک کو طلاق دے کر اپنے مہاجر بھائی کے حوالے کیا ۔ مگر دوسری طرف مہاجر بھی ایسے خود دار اور پاکیزہ شعار تھے - کہ انہوں نے اپنے انصاری بھائیوں کی اس دلداری اور ایثار و قربانی کا تہٗ دل سے شکریہ ادا کیا اور کہا یہ تمام مال و اسباب اور اثاثہ اور بیویاں تم کو مبارک رہیں ـــــ ہم کو صرف گزارے کے لئے خور و نوش کی ضرورت ہے ـــــ

یہود کا قبیلہ بنو نضیر جب اپنی امن سوزیوں اور اسلام دشمنیوں اور شرارتوں کی بناء پر جلا وطن کیا گیا تو ان کی زمین اور نخلستان مسلمانوں کے قبضہ میں آ گئے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو بلا کر فرمایا کہ اگر تم راضی ہو تو یہ اراضی اور نخلستان تنہا مہاجرین کو دے دیئے جائیں تو انصار نے خوشی خوشی کہا کہ یا رسول اللہ! آپ شوق سے یہ اراضی اور نخلستان مہاجرین کو دے دیجئے ـــــ آپ کی رضا میں ہی ہماری رضا ہے ـــــ"

اللہ اللہ! ایثار و فداکاری اور قومی ہمدردی کا کیا اعلیٰ نمونہ ہے! لیکن آج کے مسلمانوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ اپنی شاندار روایات اور صحابہ کے حیرت انگیز کارناموں سے آنکھیں بند کئے ہوئے نفس پرستیوں اور خود غرضیوں کا شکار ہیں اور خود اپنے ہاتھوں اپنی ترقی و اصلاح کا دروازہ بند کئے ہوئے ہیں ـــــ

مسلمان کی موجودہ حالت

کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ آج کل مسلمان اسلام کی عمدہ ترین تعلیم کے ہوتے ہوئے بھی ذلت و پستی کے گڑھے میں گرا ہوا ہے - ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو نقصان پہنچانے کے درپے رہتا ہے ہر لیڈر اور قومی رہنما دوسرے رہنما پر کیچڑ اچھالنے کو قومی خدمت سمجھے ہوئے ہے، ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو بڑھتا ہوا اور پھلتا ہوا نہیں دیکھ سکتا، ایک مسلمان کی شکایت دوسرا مسلمان جس شوق کے ساتھ سنتا ہے اس کی نظیر دوسری قوم میں ملنا مشکل ہے، ایک مسلمان خواہ کتنا ہی قومی ہمدرد ہو اور کتنا ہی خلوص و ایثار رکھتا ہو اسے ہماری تھوڑی سی رنجیدگی اور معمولی سا اختلاف اس کے تمام افعالِ حسنہ کے معیوب ثابت کرنے کے واسطے ایک فوری ذریعہ ثابت ہوتا ہے اور جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ مسلمان اندرونی پہلو سے ایک دوسرے پر وار کرنے سے نہیں چوکتے اور ایک دوسرے کی تذلیل و تحقیر میں حتی الامکان کمی نہیں کرتے تو ہمارا سر شرم کے مارے جھک جاتا ہے اور ہم سوچنے لگتے ہیں کہ یہ اس نبی آخر الزمان اور رؤف و رحیم رسول انسانیت کی امت ہے - جس نے ساری کائنات کو محبت و اخوت اور شفقت و رأفت کی تعلیم دی اور جو ساری مخلوق خداوندی کے لئے رحمت بن کر آیا تھا - ذلت و پستی کی انتہا ہے کہ مسلمان کی برائی اور شکایت سننا، بہتان طرازی سے کام لینا درپے آزار رہنا، چغلی اور غیبت کرنا ایک معمولی بات ہو کر رہ گئی ہے اور ان خرابیوں کے بغیر ہماری مجالس کی رونق ہی نہیں بڑھتی ـــــ حالانکہ قرآن [illegible] کی تعلیمات سرے سے ان خباثتوں کا قلع قمع کرنے والی اور کائنات کے لئے پیغام امن و ہدایت ہے

اسلامی تعلیمات

اے صداقت پر جان دینے والی قوم، اے بہترین امت اور حق کے لئے مر مٹنے والے جاں فروش اور جانباز! خدا را اپنی حالت پر غور کرو، اپنی بیمار قوم کو تباہی سے بچالو اپنے ذاتی وقار اور اغراض کو اسلام پر

لَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّکَ اِلَّا ھُوَ

ـــــ مولانا عبد الماجد دریابادی ـــــ

آپ رات کو جب آسمان پر چھٹکے ہوئے تاروں پر نظر کرتے ہیں تو اتنا خیال کر لیجئے، کہ آپ کی نظریں حال پر نہیں ماضی پر پڑ رہی ہیں - یعنی آپ جن ستاروں کو دیکھ رہے ہیں - وہ وہ نہیں جیسے کہ اس وقت ہیں بلکہ عموماً وہ ہیں - جیسے کسی زمانہ میں آج سے سینکڑوں برس پیشتر تھے ان کی "روشنی" کچھ آج وہاں سے تھوڑی ہی چلی ہے، وہ تو اس وقت چلی تھی جب ہم آپ کوئی پیدا ہی نہیں ہوئے تھے - بلکہ بعض تاروں سے تو اس وقت سے جب خود انسان ہی کا وجود اس کرۂ زمین پر نہ تھا! ـــــ اور روشنی اس برق رفتاری سے چلتی ہے - اس کا بھی حساب کچھ سن لیجئے، ایک لاکھ ۸۶ ہزار تین سو میل فی سیکنڈ! چنانچہ آفتاب جو زمین سے کل ۹ کروڑ ۳۰ لاکھ میل کے فاصلہ پر ہے اس کی روشنی ہم تک (۱،۸۶،۳۰۰ × ۶۰ × ۸) آٹھ منٹ میں پہنچ جاتی ہے -

اور ایک خاص ستارہ Proxima Centauria زمین سے اسی روشنی کے حساب سے ناپ کر ۱۰ لاکھ × ۱۰ لاکھ × ۲۶ میل بتایا گیا ہے، علمائے فلکیات ۱،۸۶،۰۰۰ × ۶۰ × ۶۰ × ۲۴ × ۳۶۵ کے حاصل ضرب کو ایک سال نوری سے تعبیر کرتے ہیں اور ان کی اصطلاح میں ستارہ مذکور کا فاصلہ زمین سے ۴¼ سال نوری کا ہے! اس پیمانہ کو یاد رکھ کر آگے چلیئے -

ستارہ Altaire کا فاصلہ زمین سے ۱۶ سال نوری کا ہے

ستارہ Vega " " ۲۶ " " " "

ستارہ Demah " " ۱½ ہزار " " "

اور کہکشاں کے بعض ستاروں کا فاصلہ ہم سے سینکڑوں نہیں ہزاروں سال نوری ہے

آفتاب جو ہم کو اتنا عظیم الشان نظر آتا ہے اور واقع میں اس کے اندر ۱۰ لاکھ زمینیں آسانی سے سما سکتی ہیں - آسمان کے دوسرے ستاروں کے مقابلہ میں محض ایک معمولی جسامت کا ہے اور بعض تارے تو ایسے ہیں کہ آفتاب کو بہ آسانی نگل لے جا سکتے ہیں! چنانچہ ستارہ (.... ....) کے اندر نہ صرف آفتاب سما سکتا ہے بلکہ

زمین کا پورا مدار آفتابی ـــــ اور کرۂ مریخ کا پورا مدار ..... آفتابی بھی! جس کا قطر ۱۰ لاکھ × ۲۸۴ میل کا ہے

اللہ کی کائنات کی بے پایاں وسعتوں کی پیمائش کوئی بڑے سے بڑا فلکیاتی بھی آج تک کر سکا ہے؟

اسمِ پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم

مولانا عبدالماجد دریابادی

حضور کا نام نامی آپ کے دادا عبدالمطلب نے رکھا تھا۔ عام طور پہ اس کے متعلق یہ کہا کہ رجاء ان یحمد عبدالمطلب نے آثار نیک دیکھ کر محمد نام رکھا کہ مستقبل میں یہ مولود سعید آقائے نامدار (صلی اللہ علیہ وسلم) مجموعہ محامد اور مرجع خلائق بنے۔ ارباب تصوف موشگافی کی انتہا کر دیتے ہیں اور بتلاتے ہیں کہ یہ لفظ "محمد" کا نام "احد" سے مشتق ہے

اگرچہ عام طور پہ نام کی صرف اس قدر ضرورت سمجھی جاتی ہے کہ چند چیزوں میں باہم امتیاز قائم رہے لیکن نام کی صحیح اور حقیقی غرض یہ نہیں۔ اسم کو اپنے مسمّٰی کے صفات خواص اور حالات کا آئینہ ہونا چاہیئے افراد کے نام رکھنے میں تو اس کا کم لحاظ کیا جاتا ہے۔ لیکن عموماً انواع و اجناس کے نام اسی مقصد کو پورا کرتے ہیں مثلاً انسان مسلم قوم، شاذونادر طریقہ افراد و اشخاص کے ناموں میں بھی اس کا لحاظ کر لیا جاتا ہے۔ جیسے "مسیح" اور بدھ یہ دونوں نام اپنے مسمّٰی کے اوصاف اور خواص کو بتاتے ہیں۔

یہ امر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جیسا کہ تاریخی طور پہ ثابت ہے کہ آپؐ سے پہلے عرب میں کہیں اس نام کا پتہ نہیں چلتا۔ مؤرخین اکثر لکھتے ہیں: ولم یکن شائعاً بین العرب ھذا الاسم اس حالت کو تسلیم کرتے ہوئے دیکھا جائے تو اتفاقی طور سے "نام مبارک" کا عبدالمطلب کے ذہن میں آنا منشاء خداوندی سے معلوم ہوتا ہے کہ جب اس نام کا محل کامل دنیا کو اپنے وجود گرامی سے مشرف کر چکا تو پھر اسم بھی فطری طور سے نام رکھنے والے ذہن میں وارد ہوا۔

نام مبارک کا عام اور سادہ ترجمہ یہی کیا جاتا ہے کہ "وہ ذات جس کی تعریف کی گئی"، اس ترجمہ کی صحت میں کوئی شبہ نہیں لیکن اس جامعیت کبریٰ برزخ کامل اور مقصود آفرینش کے فضائل و کمالات کے سامنے ترجمہ ہیچ ہے۔ خدا کے تمام نبی اس کے نزدیک موجب توصیف ہیں دنیا کے تمام حکیم، فاتح عام انسانوں کی نظروں میں لائق مدح و ستائش ہیں۔ اس لئے اس ترجمہ کی صحت کو پورے طور پہ تسلیم کرتے ہوئے تفحص کو اور زیادہ وسعت دیں۔ صاحب مفردات "محمد" کے معنی لکھتے ہیں

الذی اجتمعت فیہ الخصال المحمودۃ

یعنی مختصر لفظوں میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ لفظ محمدؐ کے معنی مجموعہ خوبی کے ہیں۔

اے کہ تو مجموعۂ خوبی بچہ نامت خوانم

کارساز قدرت کی وسعت لا محدود اس کے کرشمے قابل شمار اس کی خلقت کا دروازہ ہمیشہ کے لئے وا ہے غور کرنے سے ہم اپنی عقل کے مطابق اس فیصلہ پہ پہنچتے ہیں کہ قدرت نے تخلیق انواع کے لئے ایک معیار مقرر کیا ہے۔ مخلوقات کی ہر نوع کا ایک درجۂ کمال ہے کہ جس کے آگے اس کا قدم نہیں بڑھتا "حیوانات" "نباتات" اور جمادات تک میں اس کے شواہد مل سکتے ہیں صورتیں ایک ہیں۔ شکلیں متحد ہیں۔ اوصاف مختلف ہیں لیکن ان مختلف کی ایک انتہا ہے جسے جنس اعلےٰ سے تعبیر کیا جا سکتا ہے کہ جس کے آگے کوئی درجہ نہیں۔ ہر نوع میں جنس اعلےٰ کو جس پہ اوصاف جامعیت کے ساتھ جا کر ختم ہوتے ہیں ہم مقصود فطرت اور نقطۂ تخلیق کہہ سکتے ہیں اس نقطۂ تخلیق کی اصطلاح کو پوری تشریح کے ساتھ ذہن میں رکھنا چاہیئے۔ یہ بات تھوڑے غور اور مشورے سے بہ آسانی سمجھ میں آ سکتی ہے۔ تفحص اور تفتیش کے بعد تمام انواع مخلوقات کے اوصاف کا ایک درجۂ اعلےٰ پاتے ہیں کہ جس کے آگے انسانی معلومات میں کوئی درجہ نہیں دوسرے تمام انواع کی طرح اس مقصود فطرت کو انسانوں کی جماعت میں بھی تلاش کرنا ضروری ہے دوسری مخلوقات اور انسانوں میں ایک عام اور بیّن فرق یہ ہے کہ وہاں نوع کے سینکڑوں افراد ہیں اور یہاں اوصاف و خصوصیات کے اعتبار سے ہر ہر فرد اپنے مقام پہ نوع مستقل ہے آفرینش انسان کی مجمل یا مفصل تاریخ پہ ایک اجمالی نظر بتلا سکتی ہے کہ آج انسان کی شکل و شباہت اس کے اعضاء و جوارح اس کا ڈھانچہ جسمانی ساخت — ٹھیک وہی ہے سب چیزیں وہی ہیں جو دنیا کے پہلے انسان کی تھیں لیکن دماغی کیفیتوں کا حال ان سے جداگانہ ہے ان میں برابر ارتقاء و اختلاف جاری ہے۔ اب اگر انسان کی اس ارتقائے دماغی پہ غور کیا جائے تو صاف معلوم ہوتا

حافظ نور محمد انورؔ

ولادتِ باسعادت

مقصدِ کون و مکاں آقائے کل پیدا ہوئے
زینت ہر دو جہاں فخرِ رسل پیدا ہوئے

آج آتا ہے نظر ہر ذرّۂ دنیا بہشت
زائرِ عرشِ بریں شاہِ امم پیدا ہوئے

کفر کی ظلمت مٹی توحید کا چرچا ہوا
ہادیٔ دیں شافعِ روزِ جزا پیدا ہوا

بے کسوں کو ظلم سے آزادیاں حاصل ہوئیں
آج ان کے رحم فرما مصطفےٰ پیدا ہوئے

بجھ گئے آتش کدے باطل کی دنیا مٹ گئی
جب حبیبِ خالق ہر دو سرا پیدا ہوئے

کہ ماقبل و مابعد زبانوں کی تاریخ میں ارتقائے دماغی کی آخری ترین سرحد اگر کوئی معلوم ہو سکتی ہے۔ تو وہ ذات قدسی صفات آقائے نامدار رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ لغاتِ قاموس نے لفظ "حمد" کے ایک معنے قضاء الحق کے بھی بتلائے ہیں۔ پس لفظ "حمد" کے ایک معنے یہ بھی ہیں کہ وہ جس کا حق پورا کر دیا گیا ہو۔ یعنی قدرت کی جانب سے نوع انسان کو جس سرحد کمال تک پہنچانا مقصود تھا اور انسان کا اپنے خالق پر جو حق تخلیق مقرر تھا۔ وہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر پورا کر دیا گیا، علم و عمل خلق و خلق دماغ کیریکٹر ارتقائے ذہنی و ارتقائے عملی یہی دو چیزیں انسان کا خلاصہ اور اس کی کائناتِ تخلیق کا لب لباب ہیں۔ اول ثانی کے لئے بنیاد ہے عمل علم پر، کیریکٹر دماغ پر خلق خلق پر قائم ہے۔ یہ ایک عجیب نکتہ ہے جس کی تشریح کسی دوسرے مقام پر آئے گی۔ جتنی ہی کسی انسان کی حالت مکمل ہو گی اسی قدر اس کی خلقی کیفیت راسخ و مستحکم ہو گی۔ ایک کا کمال دوسرے کے کمال کی علامت اور ایک کا نقصان دوسرے کے نقصان کی نشانی ہے۔ تاریخی طور پر یہ امر ثابت ہے کہ کیریکٹر اور اخلاق کی جملہ شاخوں کی پختگی اور تکمیل کا جو نمونہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک نے پیش کیا عالم انسانی اس کی نظیر سے عاجز ہے حتیٰ کہ خود دشمنوں کے اقرار سے اس کو فرما دیا گیا۔ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيمٍ۔ محاورات عرب سے حمد کے یہ بھی معنیٰ معلوم ہوتے ہیں کہ کسی کام کو اپنی قدرت کے مطابق انجام دینا حماسیات میں نیزہ بھرپور پڑنے کے وقت حَمَدْتُ بَلَاءَهُ (میں نے وار پورا کیا) کا محاورہ بہت مشہور ہے اس معنے کو سامنے رکھتے ہوئے اور اوپر کے مضمون کو پیش نظر رکھ کر بے تامل کہا جا سکتا ہے کہ لفظ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے معنیٰ مخلوق کامل کے بھی ہیں۔

منجملہ دیگر کمالات نبوت و معجزات رسالت کے ایک معجزہ گرامی حضورؐ اقدس کا نام نامی بھی ہے۔ یہ زندہ جاوید معجزہ بعثت کے وقت سے تا ہنوز اپنے فضائل کی شہادتیں پیش کر رہا ہے۔ صاحب قاموس نے لکھا ہے کہ محمد الذی یحمد مرۃ بعد مرۃ جس کی تعریف کا سلسلہ کبھی ختم نہ ہو تعریف کے بعد تعریف اور توصیف پر توصیف ہوتی رہے۔ زمانہ جوں جوں بڑھتا جاتا ہے اور انسان اپنی سعی و کوشش کے مطابق جس درجہ ترقی کرتا جاتا ہے محض اعتقاداً نہیں بلکہ واقعتہً رسالت مآب روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات سے پردہ اٹھتا جاتا ہے۔ علماء فضلاء یورپ کی اکثریت تاریخ اسلام کے ماتحت اپنا مطالعہ جس قدر گہرا کرتی جاتی ہے۔ دنیا کی مختلف پریشانیوں اور بے قراریوں کو معدوم کرنے کی ضرورت جتنی ہی ان کے نزدیک بڑھتی جاتی ہے۔ با دل ناخواستہ انہیں اسی راہ کی طرف آنا پڑتا ہے اور زبان اعتراف کھولنا پڑتا ہے کہ بے شبہ پیغمبر عرب کے قانون دنیا کی ضرورتوں کے کفیل اور ان کی زندگی عالم انسان کے لئے ایک بہترین نمونہ ہے۔ اہل ایشیا کا رجحان طبعی جتنا روحانیت اور سادگی کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اسی قدر وہ پیغمبر عالم محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے قریب تر ہوتا جاتا ہے" یہ دنیا کا صرف واحد معجزہ ہے کہ نام مبارک تیرہ سو برس پہلے سے اس آنے والی حالت کا پتہ دے رہا ہے۔ مستقبل میں دنیا کی عمر جس قدر دراز ہو گی خواہ وہ اپنی موجودہ حالت میں ترقی کرے جس کی بظاہر امید نہیں اور خواہ وہ اپنے پچھلے سبق دہرا کے دونوں حالتوں میں اسے کمالات نبوت کے اعتراف سے چارہ نہ ہو گا اس حیثیت سے نام مبارک محمدؐ کا ترجمہ سلسلۂ اوصاف و محامد ہو گا

جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے عام طور سے اشخاص کے نام اور اوصاف باہم کوئی نسبت نہیں رکھتے۔ شاذ و نادر اتفاقی حیثیت سے تناسب بھی مل جاتا ہے اور ایسا تو کبھی نہیں ہوا کہ کسی انسان کا وہ نام رکھا گیا ہو۔ جو اس کی تمام زندگی کا آئینہ دار اور اس کے شعبہائے حیات کی تفصیل ہو۔ مگر نام نامی آقائے نامدار اس سے مستثنیٰ ہے۔ اسی مطابقت سے اندازہ ہوتا ہے۔ کہ اس خاص نام کے رکھنے کے متعلق عبد المطلب کو ایک غیبی تحریک ہوئی۔ اب غور کیا جائے کہ آنحضرتؐ کی زندگی کا خلاصہ دوست و دشمن کی یکساں تنقید حاضر و غائب کی رائے زنی کا ماحصل اس کے سوا اور کچھ نہیں، کہ علم و عمل ظاہر و باطن خلق و خلق ہر حیثیت سے حضورؐ کی زندگی قابل تعریف تھی اور اس خلاصۂ حیات کا ترجمہ ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اور اس سے بھی زیادہ عجیب امر یہ ہے کہ نام مبارک حضورؐ کے نہ صرف نبی بلکہ خاتم النبیینؐ ہونے کی دلیل بھی ہے۔ کمال و کمال اخلاق بھی انبیاء علیہم السلام کی مخصوص اور ممتاز صفات میں سے ہیں دوسرے انبیاء علیہم السلام کا کمال علمی و عملی کسی ایک خاص صفت میں مخصوص تھا لیکن حضورؐ کی جامعیت آپ کی سوانح و تعلیمات سے معلوم کی جا سکتی ہے لفظ "محمد" کے معنیٰ مجموعۂ خوبی اور مخلوق کامل" جو ہم اوپر بیان کر آئے ہیں اس سے آگے کوئی نقطہ ہی نہیں ہے اس حالت پر کمال کلی کی انتہا اور معارف کا اختتام ہے جس کے بعد نہ کسی نبی کی حاجت نہ کسی نبی کا وجود ممکن ہے۔ مستشرقین یورپ میں سے جن لوگوں نے آنحضرتؐ کی سیرت پاک کا مطالعہ کیا ہے وہ باوجود ہزار سعی تنقیص اعتراف کمال پر مجبور ہوئے ہیں۔ سر ولیم میور اور مارگولیث جیسے سخت لوگوں کو بھی کھلے اور چھپے لفظوں میں اس کا اقرار کرنا پڑا کہ پیغمبر اسلام کی تعلیم کی انتہائی سچائی اور حقیقی صداقت پر مبنی نظر آتی ہے۔ عہد نبوت میں اس قسم کے واقعات پیش آ چکے ہیں کہ بعض سخت ترین منکر ایک توجہ نظر اقدس کی تاب نہ لا سکے۔ عبد اللہ بن سلام جو نامور علماء یہود میں سے تھے۔ وہ جس طرح اسلام لائے معلوم ہے بعثت کے حالات سیرت طیبہ تعلیم و تلقین اپنے اندر کچھ ایسی کشش رکھتی ہے کہ مخالف سے مخالف اور سخت سے سخت حریف اعتراف پر مجبور ہو جاتا ہے اس خاصیت اور بے اختیارانہ کشش کو نام مبارک میں بیان کیا گیا لفظ "محمد" عربی زبان میں تحمید سے مشتق ہے جو باب تفعیل کا مصدر ہے اس باب کے معنی کے خواص میں سے ہے کہ کسی کام کا وجود میں آنا اس طور پر مانا جائے کہ گویا کسی مخفی یا ظاہر طاقت نے اس کو وجود میں آنے کے لئے مجبور کیا۔ جیسے صرف (پھیر دیا)، یعنی کسی طاقت نے بے اختیار کر کے پھیر دیا اسی طرح "محمد" کے لفظ کے معنے ہیں وہ جس کی تعریف بے اختیار کی گئی ہو اس معنی سے اس قوت جاذبہ اور کشش اصلی کی طرف اشارہ ہے۔ عبد اللہ بن سلام کے متعلق مروی ہے کہ وہ چہرہ اقدس کو دیکھتے ہی پکار اٹھے۔ ھذا لیس بوجہ کذاب یورپ میں بڑی ہوشیارانہ تدابیر سے محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بدترین پیرایوں میں دکھلانے کی کوششیں کی گئی ہیں۔ لیکن اب آج کل بعض جماعتوں اور خدا ترس بندوں کی طرف سے جو مساعی جمیلہ کی جا رہی ہیں، انہوں نے تجربہ کرا دیا کہ جب کبھی اصل صورت ان کے سامنے پیش کی گئی ہے تو انہوں نے یہی کہا تو ہمارا کعبۂ مقصود ہے۔

اس باب کی دوسری خاصیت یہ بھی ہے کہ وہ کسی کام کے طور پر ہونے کو ظاہر کرتا ہے کہ وہ اپنے تمام پہلوؤں کا استقصاء کئے ہوئے کوئی جزء اس سے چھوٹا ہوا نہیں استعمال میں آتا ہے

قتلہ تقتیلا — یعنی خوب خوب قتل کیا اس خاصیت کا لحاظ رکھتے ہوئے نام مبارک کے یہ معنی معلوم ہوتے ہیں کہ "محمد"، یعنی جس کا جزو جزو قابل تعریف ہے "اصلاح نفس" تدبیر منزل اور تدبیر بدن کی وہ کونسی شاخ ہے جس کا عملی نمونہ ذات قدسی صفات محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش نہیں کر دیا۔ انبیاء علیہم کا تمام تر سلسلہ عالم میں ایک خاص ترتیب و نظام کے ساتھ آیا اور ہر ایک نے اپنے اندر کوئی نہ کوئی کمال اخلاقی یا عرفانی یا انتظامی لایا یہ بابرکت سلسلہ جب اپنی حد و نہایت کو پہنچا۔ تو ضرورت ہوئی کہ عالم انسان کے سامنے ایک ایسا نمونہ کامل پیش کیا جائے۔ جو ان تمام صفات مجمع اور فضائل کا آئینہ ہو۔ جس کی زندگی کو سامنے رکھنے سے موسویانہ ستی، مسیحانہ اخلاق، ابراہیمی محبت بیک وقت نظر کے سامنے آجائے۔ اور پھر ان تمام اوصاف میں وہ اپنے متقدمین میں سے بالاتر ہو۔ وہ ہستی کا جامع اور برزخ کامل ذات پاک حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اسی لئے حضرت مسیح نے اپنی بشارت میں لفظ "احمد" فرمایا۔ یعنی وہ آئے گا جو اپنے تمام پہلے آنے والوں کا سردار اور سب پر فائق ہے۔ دنیا کے تمام بڑے بڑے مذاہب نے اپنی کامل نشو و نما جب ہی پائی ہے۔ جب وہ معرفت و روحانیت کی آغوش سے نکل کر سلطنت اور حکومت کی گود میں چلے گئے ہیں۔ مسیحی مذہب کی ترقی رومی بادشاہوں کی رہین احسان۔ بودھ نے بہت کچھ تبلیغ کی لیکن اس کا عالمگیر مذہب بھی اسی وقت اپنی تکمیل کر سکا جب وہ اشوک خاندان کی سرپرستی میں آگیا۔ لیکن اسلام اپنی تاریخ میں بالکل علیحدہ ہے۔ وہ جن جن ملکوں میں گیا۔ اور جن جن جماعتوں میں پھیلا اخلاق و روحانیت سے گیا غریب تلوار اسلام روحانیت اور مذہب کے داخلہ کے بعد گئی ہے۔ افریقہ اور ہندوستان کی نظریں اس بارہ میں بہت صاف ہیں اس خاص نعمت تبلیغ کو بھی نام مبارک میں ظاہر کر دیا گیا

فقطع دابر القوم الذین ظلموا

ان الحمد للہ رب العلمین۔ بظاہر اسباب ان مفاسد کے مٹنے کی کوئی صورت نہیں ہوتی لیکن فطرت کی تدبیریں اندر اندر جاری رہتی ہیں اور ایک وقت معین پر ظاہر ہو جاتی ہیں۔ فطرت کی رفتار ہوا کی طرح تیز اور ریلا سب کی طرح نرم ہوتی ہے۔ خوش تدبیری اور حسن اسلوب کے موقع پر بھی حمد کا لفظ استعمال کیا جا سکتا ہے پس لفظ "محمد" کے ایک یہ معنی بھی قرار دیئے جا سکتے ہیں کہ وہ جس کے ساتھ خوش تدبیری نے ترقی کی آپ کی تعلیم کا انتشار آپ کا لایا ہوا دین خدا کی خاص مرضی اور خاص تدبیر سے عالم میں پھیل گیا جس کی سرعت اور بغیر جد و جہد رفتار ترقی سے اس وقت بھی دنیا متحیر ہے۔

الغرض اسلام کی تمام معنوی خوبیوں کے ساتھ ساتھ پیغمبر اسلام کا نام مبارک بھی اپنے معانی کے لحاظ سے مختلف خوبیوں کا مرقع بہتر ہے۔ فضائل کا خلاصہ ہے ایک طرف وہ اپنے مسمیٰ کے کام اور انجام کی پیشین گوئی ہے دوسری طرف اس کے کاموں کی تاریخ اور اس کی تعلیم کا لب لباب ہے۔

پاک ہے وہ اللہ جس نے اپنے نبی کا ایسا پاک نام رکھا اور پاکیزہ ہے وہ نبی جسے اس کے معبود نے ایسی فضیلتوں سے آراستہ کیا۔

(والحمد للہ رب العالمین)

موت العالِم موت العالَم

ایک معمر بزرگ عالم باعمل خلوت گزیں گمنام ولی اللہ حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ کا شیدائی حضرت مولانا درخواستی مدظلہ کا فدائی ضلع رحیم یار خاں کے اکثر علماء کا استاد ذاکر و شاغل باللہ حضرت مولانا قمر الدین مرحوم جنہوں نے چند سالوں سے سرزمین خان پور کو سرسبز و شاداب بنا رکھا تھا۔ بتاریخ ۲ ربیع الاول ۱۳۸۳ھ مطابق ۲۴ جولائی ۱۹۶۳ء اس دار فانی سے عالم جاودانی کو رحلت فرما گئے ہیں

نوشتۂ ازلی سے کسی کو چارہ نہیں رضائے مولیٰ از ہمہ اولیٰ۔ حضرت دین پوری کے جملہ متعلقین حضرت درخواستی کے جملہ تلامذہ و مستفیدین جماعت اہل سنت سے ملتمس حضرات مرحوم و مغفور مولانا قمر الدین صاحب کے واسطے دعائے مغفرت کلمات خیر سے ایصال ثواب جنت الفردوس کی درخواست جناب باری تعالیٰ میں پیش فرمائیں، احقر غلام حیدر خان پور

جلسہ ملتوی ہوگیا

جمعیۃ العلماء اسلام کی جو صوبائی کانفرنس ٹنڈو آدم ضلع سانگھڑ میں اگست کے شروع میں ہونے والی تھی وہ ضلع بھر میں لاؤڈ سپیکر پر دو ماہ تک کی پابندی لگ جانے کی وجہ سے اب ستمبر تک ملتوی کر دی گئی ہے۔ مقام اور تاریخوں کا اعلان جلد ہی کر دیا جائے گا۔

جاری کردہ منیجر جمعیۃ العلمائے اسلام
شہداد پور ضلع سانگھڑ

دارالعلوم الاسلامیہ لاہور کی شاندار کامیابی

مقابلہ حسن قراءت

منعقدہ ۶ اگست ۶۳ء زیر اہتمام وڈری کلب لاہور۔ میں مدرسہ دارالعلوم الاسلامیہ پرانی انارکلی لاہور کے طلباء

حافظ نفیس احمد، حافظ عبدالماجد اور جلال احمد نے بالترتیب اول دوئم اور سوئم انعام حاصل کئے

سراج احمد ناظم دارالعلوم الاسلامیہ
(رجسٹرڈ) پرانی انارکلی ۔ لاہور

خدام الدین کا بغور مطالعہ کیجئے اور دوسروں کو سنایئے

عِبَادُ الرَّحمان

عباد الرحمان کی صِفت اول، غرور نہیں کرتے، اکڑ کر نہیں چلتے اور جاہلوں سے الجھتے نہیں

قاری عبد المجید مدرس مدرسۃ انوار الاسلام کیہال ایبٹ آباد

وَ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَے الْاَرْضِ هَوْنًا وَّ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ہ

ترجمہ! اور بندے رحمان کے وہ ہیں جو چلتے ہیں زمین پر آہستہ، اور جس وقت کہ بات کرتے ہیں ان سے جاہل۔ تو کہتے ہیں کہ سلام ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی

یعنی مشرکین کی طرح رحمٰن کا نام سن کر ناک بھوں نہیں چڑھاتے۔ بلکہ ہر فعل و قول سے بندگی کا اظہار کرتے ہیں۔ ان کی چال ڈھال سے تواضع، متانت، خاکساری اور بے تکلفی ٹپکتی ہے۔ متکبروں کی طرح زمین پر اکڑ کر نہیں چلتے۔ یہ مطلب نہیں کہ ریار و تصنع سے بیماروں کی طرح قدم اٹھاتے ہیں۔ چونکہ حضورؐ کی جو رفتار احادیث میں منقول ہے۔ اس کی تائید نہیں کرتی اور کم عقل اور بے ادب لوگوں کی بات کا جواب عفو و صفح سے دیتے ہیں۔ اور جب کوئی جہالت کی گفتگو کرے تو ملائم بات اور صاحب سلامت کہہ کر الگ ہو جاتے ہیں۔ ایسوں سے منہ نہیں لگتے۔ نہ ان میں شامل ہوں۔ نہ ان سے لڑیں۔

صِفتِ ثانی

رات کو خدا کے سامنے قیام و سجود کرتے ہیں
وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِیَامًا ہ

ترجمہ:۔ اور وہ لوگ کہ رات کاٹتے ہیں اپنے رب کے لئے سجدہ کرتے ہوئے اور کھڑے

صِفتِ ثالث

عذاب جہنم سے پناہ مانگتے ہیں
وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا اِنَّهَا سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمَقَامًا ہ

ترجمہ! اور وہ لوگ کہ کہتے ہیں اے پروردگار ہمارے پھیر دے ہم سے عذاب جہنم کا۔ تحقیق عذاب اس کا ہے لازم ہونے والا۔ تحقیق وہ بری ہے جگہ قرار کی اور رہنے کی۔

صِفتِ رابع

بے جا خرچ نہیں کرتے اور نہ ہی اسراف کرتے ہیں
وَالَّذِیْنَ اِذَا اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَلَمْ یَقْتُرُوْا وَكَانَ بَیْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ہ

ترجمہ! اور وہ لوگ کہ جس وقت خرچ کرتے ہیں۔ نہیں بے جا خرچ کرتے اور نہیں تنگی کرتے اور ہوتی ہے درمیان اس کے معتدل گزران۔

حاشیہ شیخ الاسلامؒ

یعنی موقعہ دیکھ بھال کر میانہ روی کے ساتھ خرچ کرتے ہیں۔ نہ مال کی محبت نہ اس کی اضاعت كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰے وَلَا تَجْعَلْ یَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰی عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ۔

اور مت کر اپنے ہاتھ کو بندھا ہوا طرف گردن اپنی کے۔ اور مت کھول تو اس کو پورا کھولنا

صِفتِ خامس

صرف اللہ ہی کو پکارتے ہیں قتل اور زنا بھی نہیں کرتے۔

وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ یَلْقَ اَثَامًا ہ

ترجمہ! اور جو لوگ کہ نہیں پکارتے ساتھ اللہ کے حاجت روا، دوسرا۔ اور نہیں قتل کرتے۔ اُس جان کو کہ حرام کیا ہے خدا نے۔ مگر ساتھ حق کے اور نہیں زنا کرتے۔ اور جو کوئی یہ کام کریگا اس کو بڑا عذاب ملے گا۔

یعنی ہر حاجت میں صرف اللہ ہی کو پکارتے ہیں۔ اس کے سوا مخلوق میں سے کسی کو نہیں پکارتے خواہ وہ مخلوق کتنی ہی محترم کیوں نہ ہو۔ اور ہر مصیبت کے وقت صرف اللہ کے دروازے کو کھٹکھٹاتے ہیں۔ اور ناحق قتل اور زنا سے بھی بچتے ہیں۔

صِفتِ سادس

جھوٹی گواہی اور بے ہودہ بات سے بچتے ہیں۔ وَالَّذِیْنَ لَا یَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ہ

ترجمہ! اور وہ لوگ کہ نہیں گواہی دیتے جھوٹی اور جس وقت گزرتے ہیں بے ہودہ بات سے تو بزرگانہ گزرتے ہیں۔

حاشیہ شاہ عبد القادرؒ

یعنی گناہ میں شامل نہیں اور کھیل کی باتوں کی طرف دھیان نہیں کرتے۔ نہ اس میں شامل نہ اس سے لڑیں۔

صِفتِ سابع

نصیحت کی باتوں کو اچھی طرح سنتے ہیں۔
وَالَّذِیْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ یَخِرُّوْا عَلَیْهَا صُمًّا وَّعُمْیَانًا ہ

حاشیہ شیخ الاسلامؒ

بلکہ نہایت فکر و تدبر اور دھیان سے سنیں اور سن کر متاثر ہوں۔ مشرکین کی طرح پتھر کی مورتیں نہ بن جائیں۔

صِفتِ ثامن

نیک اولاد اور نیک بیویاں [illegible] نگتے ہیں۔
وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا [illegible] لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّ[illegible]عْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا ہ

ترجمہ! اور وہ لوگ کہ کہتے ہیں۔ اے رب ہمارے دے تو ہمیں ہماری بیویوں اور ہماری اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک اور بنا تو ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا۔

حاشیہ شیخ الاسلامؒ

یعنی بیوی بچے ایسے عنایت فرما جنہیں دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی اور قلب مسرور ہو اور ظاہر ہے مومن کامل کا دل اسی وقت ٹھنڈا ہوگا۔ جب اپنی اہل و عیال کو طاعت کے راستہ پر گامزن اور علم نافع کی تحصیل میں مشغول پائے دنیا کی سب نعمتیں اور مسرتیں اس کے بعد ہیں اور کہتے ہیں۔ ایسا بنا دے کہ لوگ ہماری اقتدا کر کے متقی بن جایا کریں۔ حاصل یہ کہ ہم نہ صرف بذات خود مہتدی بلکہ دوسروں کے لئے ہادی ہوں۔ اور ہمارا خاندان تقوٰی اور طہارت میں ہماری پیروی کرے۔

بالمؤمنین رؤف رحیم

از محمد امین ہیڈ ماسٹر بورسٹل جیل لاہور

لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم ٥

ترجمہ! البتہ تحقیق تمہارے پاس تم ہی میں سے رسول پاکؐ تشریف لائے ہیں۔ انہیں تمہارا تکلیف میں مبتلا ہونا بہت گراں گزرتا ہے (کیونکہ) وہؐ تمہاری بھلائی کے بہت ہی خواہاں ہیں۔ (اور) مومنین کے لئے تو خاص طور پر نہایت ہی شفیق اور مہرباں ہیں۔

حضرات:۔ یوں تو اس آیتِ کریمہ میں خطاب عام ہے۔ جس میں مسلمان، مشرک اور منافق سب شامل ہیں۔ کہ لوگو! حضورؐ کی تعلیم سے جی نہ چراؤ وہؐ تو تمہارے نہایت خیر خواہ ہیں اور انؐ کی بعثت تو خدا کی خاص رحمت ہے وہؐ بذات خود رحمۃ للعالمین ہیں۔ انہیںؐ تمہارا کسی مصیبت میں مبتلا ہونا بے چین کر دیتا ہے کیونکہ وہؐ تمہاری ہر طرح کی بھلائی کے ہر وقت دل سے خواہاں ہیں۔ لوگ بداعمالی کی وجہ سے دوزخ کی طرف لپک رہے ہیں مگر حضورؐ اتنے شفیق ہیں کہ انہیں کمر سے پکڑ پکڑ کر بہشت کی طرف لا رہے ہیں۔ یوں تو وہؐ سب کے لئے خیر طلب ہیں لیکن ایمانداروں کے لئے تو وہؐ خاص طور پر "رؤف رحیم" ہیں

"رؤف" اور "رحیم"، دراصل خدا تعالیٰ کی صفات ہیں۔ جن کا تذکرہ قرآن مجید میں جابجا موجود ہے اور "ورحمتی وسعت کل شیئ" اسی کی شان ہے۔ لیکن مذکورہ بالا میں اللہ تبارک وتعالےٰ نے اپنی صفت سے حضورؐ "رحمۃ للعالمینؐ" کو خاص طور پر نوازا ہے "خدائے رؤف رحیم" کی شان یہ ہے۔ کہ وہ بن مانگے رحم ہی رحم فرماتے ہیں۔ ہمیں انسان اور پھر انسانوں میں مسلمان پیدا کرنا بھی تو اس کی رحمت ہے ورنہ وہ ہمیں غیر مسلم۔ حیوان یا بے جان بھی بنا سکتا تھا کیونکہ وہ بے نیاز ہے پھر بھلا جس احسن الخالقین نے انسان کو غلیظ پانی سے پیدا کر کے "احسن تقویم" سے نوازا اور موزوں و مناسب جسم عطا فرمایا اس کا شکر یہ کیسے ادا ہو سکتا ہے۔ پھر بصارت، سماعت اور دل و دماغ جیسے اعضائے زکیہ عطا فرمائے نہایت شفیق والدین مرحمت فرمائے اور انسان کی روزی کے لئے اتنے سامان مہیا کئے کہ کارخانۂ قدرت کا ایک ایک ذرّہ آگ، ہوا، پانی اور مٹی، دریا، سمندر، چاند، ستارے اور سورج، زمین اور اس کی مخلوقات۔ آسمان اور اس کے لوازمات سب حرکت میں آتے ہیں، اور پوری خدمت بجا لاتے ہیں تو ایک لقمہ تیار ہوتا ہے بھلا جس خدا نے ہماری پیدائش سے پہلے ہمیں بن مانگے یہ سب کچھ عطا کیا وہ مانگنے پر کیا کچھ عطا نہیں کرے گا۔ میرا عقیدہ ہے کہ وہ مانگنے والے کو سب کچھ دیتا ہے۔ البتہ مانگنے والا صحیح ہونا چاہیئے۔ میرا یہ بھی ایمان ہے کہ مرنے کے بعد بھی وہ "رحمٰن" اور "رحیم" خود بخود اپنی بے پایاں رحمت سے ہماری رہائی کے سامان پیدا فرما دے گا۔

جس طرح خدا نہایت مہربان اور بار بار رحم کرنے والا ہے اور اس کی رحمت ہر چیز پر محیط ہے، اسی طرح حضور رحمۃ للعالمینؐ بھی یہاں اور وہاں اوّل اور آخر اپنے اور بیگانے سب کے لئے سرتا پا رحمت ہیں، اور جس طرح دنیا میں محبت اور رأفت سے سب کو موہ لیا اسی طرح آخرت میں بھی شفاعت کبریٰ سے سب گنہگار امت کے لئے آیۂ رحمت ہوں گے۔ ایمان تازہ کرنے کے لئے چند مثالیں عرض کرتا ہوں۔ پڑھئے اور لطف اٹھایئے۔

حضورؐ کی ولادت باسعادت سے پچاس دن قبل کا مشہور واقعہ فیل ہے۔ جس میں ابرہہ حاکم یمن جو خانہ کعبہ کو گرانے آتا ہے کو عبرت ناک سزا ملتی ہے اور خانۂ خدا اس کی دست برد سے محفوظ و مامون رہتا ہے اور رب قدیر ابرہہ کی قوی ترین فوج اور ہاتھیوں کو اپنی کمزور ترین مخلوق ابابیل سے نابود کرا دیتا ہے اور کعبہ اور اہل مکہ صحیح سلامت بچ رہتے ہیں۔ یہ حضورؐ کی ولادت باسعادت کے قرب کا پہلا معجزہ ہے

عالم شیر خوارگی میں حضورؐ پرورش پانے کے لئے مائی حلیمہؓ کے گھر تشریف لے جاتے ہیں۔ تو ایک طرف مائی حلیمہ کی سوکھی چھاتی دودھ سے معمور ہو جاتی ہے اور دوسری طرف کمزور اور لاغر اونٹنی مضبوط اور سبک رفتار بن جاتی ہے مائی حلیمہؓ فرماتی ہیں کہ یہ سب اسیؐ بچے کی برکت ہے۔ جس کی وجہ سے میرے گھر کی رونق بڑھ گئی۔ بکریوں میں خاص طور پر برکت آ گئی ہے اور میں مالا مال ہو گئی ہوں

بعثت سے پہلے ایک موقعہ پر حجر اسود نصب کرنا ہے، ہر قبیلہ یہ سعادت حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اور اسی کش مکش میں عنقریب خونریز جنگ چھڑنے کا اندیشہ پیدا ہو جاتا ہے۔ مگر یہاں پر بھی سایہ رحمت حضور اقدسؐ آڑے آتے ہیں اور اپنی چادر کا دامن پھیلا کر پتھر اس پر رکھ دیتے ہیں۔ اور جملہ قبائل کے سردار چادر کو اٹھاتے ہیں۔ اور بزعم خود حجر اسود کی تنصیب کا شرف حاصل کرتے ہیں چنانچہ اس طرح حضورؐ کی برکت سے ایک خونریز جنگ ٹل جاتی ہے۔ جو ان کے لئے رحمت ثابت ہوتی ہے۔

نبوت کے بعد رحمت عالمؐ مشرکین مکہ کو ایک خدا کی طرف بلاتے ہیں۔ اور بتوں کی پوجا سے روکتے ہیں، تو مشرکین ایک وفد کی صورت میں جناب ابو طالب کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم آپ کے بھتیجے حضرت "محمدؐ" کو تین شرائط پیش کرتے ہیں۔

ا۔ ہم انہیں اپنا بادشاہ تسلیم کرتے ہیں

ب۔ عرب کی حسین ترین عورت آپؐ کو نکاح میں دینے کو تیار ہیں

ج۔ سونے چاندی اور مال و دولت کے ڈھیر آپؐ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

بشرطیکہ وہ ہمارے بتوں کو بُرا نہ کہیں۔

چنانچہ رحمت عالمؐ اس کے جواب میں فرماتے ہیں: کہ چچا جان اگر یہ لوگ میرے ہاتھ پر سورج اور دوسرے ہاتھ پر چاند بھی لا کر رکھ دیں تو بھی میںؐ پیغام حق پہنچانے سے باز نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ میںؐ ذاتی خیر خواہی نہیں چاہتا بلکہ میں تو سب جہان والوں کا خیر خواہ بن کر آیا ہوں

ایک دن ابو جہل حضورؐ کو ایذا دیتا ہے اور حضورؐ علیہ السلام سخت رنجیدہ ہوتے ہیں آپ کے چچا حضرت حمزہ رضؓ اس وقت ایمان نہیں لائے ہیں۔ شام کے وقت حضرت حمزہؓ شکار سے واپس تشریف لاتے ہیں تو آپ کی لونڈی ان سے یہ واقعہ بیان کرتی ہے حضرت حمزہ رضؓ اسی طرح جاتے ہیں اور کمان ابو جہل کے سر پر دے مارتے ہیں اور واپس آ کر حضورؐ

سے کہتے ہیں کہ میں تمہارا بدلہ چکا آیا ہوں حضورؐ فرماتے ہیں کہ چچا جان مجھے اس بات میں چنداں خوشی نہیں۔ میری خوشی اس میں ہے کہ آپ ایمان لے آئیں۔ چنانچہ حضرت حمزہ رضؓ اس واقعہ سے متاثر ہو کر ایمان لے آتے ہیں۔

رسول پاکؐ فرماتے ہیں کہ طائف کا دن میرے لئے سخت ترین دن تھا۔ جہاں آپؐ پر پتھر برسائے جاتے ہیں، تالیاں پیٹی جاتی ہیں اور بھوکا پیاسا شہر سے باہر نکال دیا جاتا ہے۔ آپ کی پنڈلیاں لہو لہان ہو جاتی ہیں حضرت زیدؓ خون صاف کرتے ہوئے رہتے ہیں اور بد دعا کے لئے عرض کرتے ہیں ملک الجبال آتا ہے اور اہل طائف پر پتھر برسانے کی اجازت چاہتا ہے۔ رحمت عالمؐ ہر رد کے جواب میں فرماتے ہیں کہ میں رحمت بن کر آیا ہوں۔ زحمت بن کر نہیں آیا۔ یہ نہیں تو ان کی نسل سنور جائے گی اور ساتھ ہی دعا فرماتے ہیں۔

اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون

ایک قرض خواہ زید یہودی حضورؐ سے قبل از وقت قرض کا تقاضا کرتا ہے اور رحمت عالمؐ کی گردن میں پٹکا ڈال کر اتنا مروڑتا ہے کہ حضورؐ کی آنکھیں ابھر آتی ہیں حضرت عمرؓ اس شخص کی گردن مارنے کو تیار ہو جاتے ہیں مگر حضورؐ سب کچھ صبر و تحمل سے برداشت کرتے ہیں، اور فرماتے ہیں۔ کہ عمرؓ جانے دو اس کا حق ہے۔ چنانچہ یہ بات سن کر یہودی مسلمان ہو جاتا ہے۔ ایک اور موقعہ پر غورث نامی ایک شخص آپؐ پر تلوار کا وار کرنا چاہتا ہے۔ مگر مرعوب ہو جاتا ہے اور تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑتی ہے۔ آپؐ اس پر غالب آتے ہیں اور اسے معاف فرماتے ہیں۔ یہاں تک ہی نہیں بلکہ حضورؐ نے ساری عمر اپنے ہاتھ سے کسی دشمن کو قتل نہیں کیا بلکہ زہر دینے والی یہودن کو بھی معاف کر دیتے ہیں۔

ابولہب تبلیغ کے ایک موقعہ پر حضورؐ کو ہاتھ ٹوٹنے کا طعنہ دیتا ہے ایک اور دشمن عاص ابن وائل سہمی آپ کو بے اولاد (ابتر) ہونے کا طعنہ دیتا ہے۔ ابوجہل آپؐ کو کاہن اور جادوگر کہتا ہے، مگر رحمت عالمؐ کسی کو کوئی جواب نہیں۔ خدا تعالےٰ اپنی طرف سے قرآن میں جواب دے تو دے مگر آپؐ سب کو معاف کرتے ہیں۔

نجران کے عیسائیوں کا وفد آتا ہے آپؐ سے اپنی مسجد میں اتارتے ہیں۔ اور انہیں اپنی مسجد میں ادا کرنے کے لئے اجازت فرماتے ہیں، حالانکہ وہ لوگ مناظرہ اور مباہلہ کرنے آئے ہیں یہ سب آپ کی رأفت ہے جو لوگ آپ کے لخت جگر حضرت زینبؓ کو شہید کرتے ہیں۔ جو لوگ آپ کے چچا حضرت حمزہ رضؓ کا کلیجہ چباتے ہیں، جو لوگ آپؐ اور آپؐ کے اصحاب کو طرح طرح کی اذیتیں دیتے ہیں اور وطن سے نکالتے ہیں۔ آپؐ کی شفقت و رافت فتح مکہ کے دن سب کو معاف فرما دیتی ہے۔ بھلا اور کوئی ایسا مجسمۂ رحمت ہے جس پر کوڑا کرکٹ پھینکا جائے۔ جس کے راستے میں کانٹے بچھائے جائیں اور جس پر اوجھڑی پھینکی جائے تو وہ ایسا کرنے والوں کی مزاج پرسی اور تیمارداری کو جائے۔ اگر یہ شان ہے۔ تو فقط فداہ امی وابی رحمت عالمؐ رسول ہاشمیؐ کی ہے۔

وہی اپنے پرائے کا غم کھانے والا مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا، غریبوں کا مولا، یتیموں کا والی اور تمام بنی نوع انسان کا مونس و غمخوار، نہ صرف یہاں بلکہ وہاں بھی۔ یہی ہمارا ایمان ہے

ہاں! وہی رحمت عالمؐ جس کی شہادت ایک اونٹ (حیوان) دیتا ہے۔ جس کے پاس ایک دوسرا اونٹ بے زبان اپنے مالک کی شکایت کرتا ہے کہ اے رحمت عالمؐ میرا مالک مجھ پر زیادتی کرتا ہے۔ میری فریاد سنیں، وہی رحمت عالمؐ جس کے فراق میں حنانہ (جب اس پر بیٹھنا چھوڑ دیتے ہیں) روتا ہے۔ وہی رحمت عالمؐ جس کی گواہی کنکریاں دیتی ہیں۔

ہاں وہی رحمت عالمؐ جس کے سایۂ عاطفت کو حضرت زیدؓ شفقت پدری پر ترجیح دیتے ہیں۔ وہی رحمت عالمؐ جو عورتوں یتیموں، غلاموں، غریبوں کے مونس اور تمام انسانیت جن و انس، حیوانات، نباتات، جمادات کے ہمدرد خیر خواہ ہیں۔ یہی نہیں بلکہ وہی شافع محشرؐ جو قیامت کے دن بھی گنہگاروں کو اپنے سایۂ رحمت اور شفاعت میں ڈھانپ لے گا۔ وہی جس کا لقب قرآن میں بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ" اور وہی جو —

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ٥ پر ہیں

بعض بزرگوں نے لکھا ہے کہ خدا کی رحمٰن" صفت کا ظہور اس دنیا میں ہو رہا ہے اور رحیم" صفت کا پرتو آخرت میں ہو گا۔ جب خدائے رحیم سب کو بخش دیں گے اس موقعہ کی مناسبت یوں بھی ہو سکتی ہے کہ جب حضورؐ آیۂ رحمت "مقام محمود" پر سجدہ ریز ہوں گے اور خدا کی خاص حمد و ثنا کریں گے۔ تو خدا کی رحمت جوش میں آکر پکارے گی

"سبقت رحمتی علی غضبی"

اور حضورؐ کو شفاعت کبریٰ کا مرتبہ عطا کر کے فرمائے گی کہ پیارے سر اٹھا جو مانگے گا ملے گا، جس کی سفارش کرے گا معاف کیا جائے گا۔ اس وقت رحمت عالمؐ خدا کی رحمت کو وسیع اور ارزاں دیکھ کر سب گنہگاران امت کو بخشوا لے جائیں گے۔ اس کی مزید تائید یوں بھی ہوتی ہے کہ

من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ

کیونکہ جہاں اس کلمہ کا باطنی فیض ہے وہاں ظاہر پر بھی ثمر ملنا چاہیئے۔

دراصل یہی نبوت کے شجر کا پھل ہو گا کہ جس طرح دنیا میں سب کو اپنے سایۂ رحمت میں جگہ دی۔ اسی طرح آخرت میں سب کو اپنے فیض عام سے نوازے اور انشاء اللہ ایسا ہی ہو گا۔ کیونکہ وہ دونوں "رؤف الرحیم" ہیں ؎

یا رب تو کریمی و رسول تو کریم
صد شکر کہ ہستیم میان دو کریم

عورت اسلام کے بعد

ترجمہ :- سید محمد اجتبا ندوی (المراۃ بین الفقہ والقانون)

ڈاکٹر مصطفےٰ السباعی (شام)

چھٹی صدی عیسوی کے آخر میں جب کہ ساری ترقی یافتہ اور پسماندہ دنیا میں عورت کے مسئلہ پر تاریک اور خوفناک بادل منڈلا رہے تھے، جزیرہ کے ریگستانی ٹیلوں اور چٹیل و خشک میدانوں اور اس کے سرخ پہاڑوں کے اوپر مکہ مکرمہ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر آسمان کی ایک آواز گونجی جس نے عورت کے دامن عفت و شرافت کو حق کی کسوٹی پر ڈالدیا اور اس کو بلا کم وکاست مکمل حقوق عطا کئے اور تاریخ کے مختلف دور میں جن ذلتوں، اور حق تلفیوں سے وہ دوچار ہوئی تھی ان کو دور کیا اور کامل انسانی صفات کا حامل قرار دیا۔

عورت کے بارے میں اسلام کے اصول و ضابطے

اسلام نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے عورت کے سلسلہ میں جن اصلاحی اصول کا اعلان کیا وہ مندرجہ ذیل ہیں

(۱) بحیثیت انسان عورت و مرد مساوی ہیں اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے

يَاأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَّاحِدَةٍ

اے لوگو ڈرتے رہو اپنے رب سے جس نے پیدا کیا تم کو ایک جان سے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

انما النساء شقائق الرجال

(۲) گزشتہ مذاہب کے علماء اور زہاد نے جو لعنت اس سے منسوب کر رکھی تھی، اس سے عورت کو بری قرار دیا، اس لئے آدم علیہ السلام کے جنت سے نکالے جانے کی ایک لغزش تنہا اس کی نہیں تھی بلکہ دونوں اس میں شریک ہیں۔

اللہ تعالےٰ حضرت آدمؑ کا قصہ بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے :۔

فَأَزَلَّهُمَا الشَّيْطَانُ عَنْهَا فَأَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ

اور حضرت آدم و حوا کے متعلق فرماتا ہے

فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وُورِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْآتِهِمَا

پھر بہکایا ان کو شیطان نے تاکہ کھول دے ان پر وہ چیز کہ ان کی نظر سے پوشیدہ تھی ان کی شرمگاہوں سے،

اور ان دونوں کے توبہ کے بارے میں ارشاد ہے :۔

قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ٥

بولے وہ دونوں اے رب ہمارے ظلم کیا ہم نے اپنی جانوں پر اور اگر تو ہم کو نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم ضرور ہو جائیں گے تباہ"

بلکہ قرآن شریف نے اپنی بعض آیتوں میں یہ گناہ صرف آدم علیہ السلام کی طرف منسوب کیا ہے۔ فرماتا ہے :۔"

وَعَصَىٰ آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَىٰ ٥

اور آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی پس بھٹک گئے"

(۳) وہ دینداری اور عبادت و اطاعت گزاری کی اہل ہے اور اپنی خوش اعمالیوں کے نتیجہ میں جنت میں داخل ہوگی اور بداعمالیوں کی وجہ سے سزاوار ہوگی، بالکل مرد جیسا سلوک اس کے ساتھ ہوگا،

اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ٥

جس نے کیا نیک کام مرد ہو یا عورت ہو اور وہ ایمان پر ہے تو اس کو ہم زندگی دیں گے اچھی زندگی اور بدلے میں دیں گے ان کو حق ان کا بہتر کاموں پر جو وہ کرتے تھے"

اور فرماتا ہے فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِنْكُمْ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ بَعْضُكُمْ مِنْ بَعْضٍ"

پھر قبول کی ان کی دعا ان کے رب نے کہ میں ضائع نہیں کرتا محنت کسی محنت کرنے والے کی تم میں سے مرد ہو یا عورت تم آپس میں ایک ہو"

اور مندرجہ ذیل آیت کریمہ میں قرآن شریف کتنے زوردار اور تاکیدی الفاظ میں فرماتا ہے۔

إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِينَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِينَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ٥

تحقیق مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور ایمان دار مرد اور ایمان دار عورتیں اور بندگی کرنے والے مرد اور بندگی کرنے والی عورتیں اور سچے مرد اور سچی عورتیں، اور محنت جھیلنے والے مرد اور محنت جھیلنے والی عورتیں، اور دبے رہنے والے مرد اور دبی رہنے والی عورتیں اور خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں اور روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں اور حفاظت کرنے والے مرد اپنی شہوت کی جگہ کو اور حفاظت کرنے والی عورتیں، اور یاد کرنے والے مرد اللہ کو بہت سا اور یاد کرنے والی عورتیں، رکھی ہے۔ اللہ نے ان کے واسطے معافی اور ثواب بڑا۔

۴۔ اس کی پیدائش پر رنج وغم اور بدشگونی کی رسم کے عرب عادی تھے اور اب بھی بہت سی قومیں اور ان میں بعض یورپین قومیں بھی ہیں جس کی تحقیق میں نے بذات خود کی ہے لڑکی کی پیدائش کو معیوب اور قابل ملامت اور غم و افسوس سمجھتی ہیں۔ لعنت کی شدید مخالفت کی اور اس بری عادت کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا :۔

وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِالْأُنْثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ ٥ يَتَوَارَىٰ مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ أَيُمْسِكُهُ عَلَىٰ هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ أَلَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ٥

اور جب ان میں کسی کو بیٹی کی خبر دی جاتی ہے تو سارا دن اس کا چہرہ بے رونق رہے اور وہ دل ہی دل میں گھٹتا رہے اور جس چیز کی اس کو خبر دی گئی ہو اس کی عار سے لوگوں سے چھپا چھپا پھرے آیا اسی کو ذلت پر لئے رہے یا اس کو زندہ یا مار کر مٹی میں گاڑ دے خوب سن لو ان کی یہ تجویز بہت ہی بری ہے۔

(۵) اس کے زندہ درگور کئے جانے کو حرام قرار دیا اور اس کی سخت الفاظ میں تکفیر اور مذمت کی، فرمایا:۔ وَاِذَا الْمَوْؤُدَۃُ سُئِلَتْ ہ بِاَیِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ، اور جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس گناہ پر قتل کی گئی تھی ۔

اور فرمایا:۔ قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ قَتَلُوْا اَوْلَادَھُمْ سَفَھًا بِغَیْرِ عِلْمٍ،،

واقعی خرابی میں پڑ گئے وہ لوگ جنھوں نے اپنی اولاد کو محض براہ حماقت بلا کسی سند کے قتل کر ڈالا

۶۔ بیٹی، بیوی اور ماں کی حیثیت سے اس کی عزت اور اکرام کا حکم دیا۔ بیٹی کی حیثیت سے اس کے اکرام کے سلسلہ میں کثرت سے حدیثیں وارد ہوئی، ان میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:۔

ایما رجل کانت عندہ ولیدۃ نعلمھا فاحسن تعلیمھا وادبھا فاحسن تادیبھا الخ کوئی بھی شخص جس کے یہاں کوئی بچی ہوئی تو اس نے اس کو اچھی طرح تعلیم دی اور اس کو بہترین آداب سکھائے۔

اور بیوی کی حیثیت سے اس کے اکرام کے بارے میں بھی بکثرت آیات واحادیث مذکور ہیں، ان میں سے بعض مندرجہ ذیل ہیں اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَمِنْ آیَاتِہٖ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِتَسْکُنُوْا اِلَیْھَا وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ مَوَدَّۃً وَّرَحْمَۃً

اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمھارے واسطے تمھاری جنس کی بیبیاں بنائیں تاکہ تم کو ان کے پاس آرام ملے اور تم میاں بیوی میں محبت اور ہمدردی پیدا کی ۔

اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

خیر متاع الدنیا الزوجۃ الصالحۃ ان نظرت الیھا سرّتک، وان غبت عنھا حفظتک ۔

دنیا کی بہترین پونجی نیک عورت ہے، اگر تم اس کی طرف دیکھو تو تمہیں وہ خوش کر دے اور اگر تم اس سے غائب ہو تو تمہاری امانت کی حفاظت کرے۔"

اور ماں کی حیثیت سے اس کے احترام وعزت کے سلسلہ میں بھی بہت سی آیتیں اور حدیثیں مذکور ہوئی ہیں،

اللہ تعالےٰ نے فرمایا:۔

وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْہِ اِحْسَانًا حَمَلَتْہُ اُمُّہٗ کُرْھًا وَّوَضَعَتْہُ کُرْھًا،

اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے اس کی ماں نے اس کو بڑی مشقت کے ساتھ پیٹ میں رکھا اور بڑی مشقت کے ساتھ اس کو جنا،

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے سوال کیا کہ

من أحق الناس بصحبتی؟ قال اُمّک قال ثم من؟ قال: امک قال: ثم من؟ قال امک قال: ثم من؟ قال ابوک (بخاری مسلم)

لوگوں میں میری رفاقت کا کون زیادہ حقدار ہے، فرمایا: تمہاری ماں، اس نے کہا کہ پھر کون، فرمایا تمہاری ماں، اس نے کہا کہ پھر کون فرمایا تمہاری ماں اس نے کہا کہ: پھر کون؟ فرمایا تمہارا باپ!،

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک دوسرا شخص حاضر ہوا اور کہا کہ:۔

واریدہ الجھاد فی سبیل اللّٰہ فقال لہ الرسول: ھل امک حیّۃ؟ قال: نعم، قال الزم رجلھا فثم الجنۃ،

میں اللہ کے راستہ میں جہاد کا ارادہ رکھتا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ تمہاری ماں زندہ ہے و اس نے کہا کہ ہاں فرمایا ان کا پیر تھامے رہو وہیں جنت ہے۔

۷۔ اس کی تعلیم وتربیت کے لئے بالکل مرد کی طرح رغبت دلائی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث پہلے گذر چکی ہے

ایما رجل کانت عندہ ولیدۃ نعلمھا فاحسن تعلیمھا

اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک دوسری حدیث مروی ہے کہ

طلب العلم فریضۃ علیٰ کل مسلم"

اور یہ حدیث "مسلمہ" کے لفظ کے اضافہ کے ساتھ لوگوں میں عام طور سے مشہور ہے اگرچہ اس اضافہ کے ساتھ روایت صحیح نہیں ہے لیکن اس کا معنی صحیح ہے اور علما کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جس چیز کے پڑھنے اور سیکھنے کا مطالبہ مرد سے ہے اس کا عورت سے بھی ہے

(۸) اسلام نے ان کو ماں اور بیوی اور بیٹی کی حالت میں وراثت کا حق عطا کیا ہے خواہ بڑی ہو یا چھوٹی یا شکم مادر میں ہو۔

(۹) میاں بیوی کے حقوق کی تنظیم کی اور مرد کی طرح اس کو حقوق دیئے۔ البتہ گھریلو معاملات کی سرداری مرد کو عطا کی، لیکن یہ سرداری خود پسندی اور ظلم سے پاک ہے

اللہ تعالےٰ نے فرمایا:۔

وَلَھُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْھِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَیْھِنَّ دَرَجَۃٌ ط

اور عورتوں کے لئے بھی حقوق ہیں جو کہ مثل ان ہی حقوق کے ہیں، جو ان عورتوں پر ہیں، قاعدہ شرعی کے مطابق اور مردوں کا ان کے مقابلہ میں کچھ درجہ بڑھا ہوا ہے۔

۱۰۔ مسئلہ طلاق کو اس طرح منظم کیا ہے کہ اس سے اس حق کے بیجا استعمال اور آمریت سے مرد کو روکا اور اس کے لئے ایک حد مقرر کر دی جس سے تجاوز نہیں کر سکتا اور وہ تین طلاق ہے۔ عربوں کے یہاں اس کی کوئی حد مقرر نہیں تھی، جتنی بار جی چاہتا تھا طلاق دیا کرتے تھے، طلاق دینے کا ایک وقت مقرر کیا اور اس کے بعد عدّت، تاکہ میاں بیوی کو صفائی معاملات، غور وفکر اور رشتہ محبت والفت کو استوار کرنے کا موقع مل جائے۔

۱۱۔ تعدد زوجات کو چار تک محدود کر دیا جب کہ عربوں اور ان کے علاوہ دوسری قوموں میں لا متناہی تعداد مباح تھی۔

(۱۲) بالغ ہونے سے قبل اس کو سرپرستوں کی سرپرستی اور نگرانی میں رکھا اور یہ سرپرستی نگہداشت، تعلیم وتربیت اور اس کے معاملات کا خیال ونگرانی اس کے مال کی ترقی واضافہ کے لئے عطا کی گئی۔ ملکیت اور ظلم وآشتی کے لئے سرپرستی کا اسلامی نظام میں کوئی تصور ہی نہیں ہے اور بالغ ہونے کے بعد بالکل مرد کی طرح مالی کاروبار کا مکمل اہل قرار دیا۔

ضروری اعلان

ملتان:۔ مدرسہ خیر المدارس ملتان کا سالانہ جلسہ رجب، شعبان میں ہوا کرتا تھا مگر موسم کی تبدیلی اور بعض داخلی امور کے پیش نظر اب وسط شوال ۱۳۸۳ھ مطابق ۶-۷-۸ مارچ ۱۹۶۴ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار انشاءاللہ تعالےٰ منعقد ہوگا۔ جس میں حسب دستور سابق علماء کرام اور مشائخ عظام تشریف لائیں گے اور فارغ التحصیل طلباء مدرسہ ہذا کو سند فراغت اور دستار بندی کرائی جائیں گی لہٰذا جملہ احباب اور متعلقین مدرسہ ہذا نوٹ فرمالیں

(عبد الغفور انور) ناظم دفتر مدرسہ خیر المدارس رجسٹرڈ ملتان شہر

شراب نوشی اور اسلام

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب مفتی دارالافتاء دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

قسط (۳)

تحریم شراب کا حکیمانہ طریقہ

یوں تو اسلام کے تمام احکام، اور قوانین حکمتوں اور مصلحتوں سے خالی نہیں ہیں بلکہ ہر حکم اور ہر قانون اپنے اندر بہت سے حِکَم اور مصالح رکھتا ہے مگر تحریم شراب کے لئے قانون سازی کا جو طریقہ اختیار کیا گیا ہے وہ نہایت ہی حکیمانہ طریقہ ہے اس طریقہ سے تحریم شراب کے لئے جو قانون بننے والا تھا۔ وہ اپنی تدریجی شان ارتقار کے ساتھ تکمیل کے آخری مرحلے پر پہنچ کر مکمل ہو گیا۔ تکمیلِ قانون کی اس تدریجی ارتقاء میں جو عظیم حکمت اور مصلحت پوشیدہ تھی۔ جس کے تحت یہ قانون اپنے آخری مرحلہ پر پہنچ کر مکمل ہو گیا۔ وہ یہ تھی کہ :— شرعی قوانین کے نفاذ سے اصل مقصد یہ ہوا کرتا ہے کہ زندگی کے جن شعبوں کے لئے یہ قوانین بنائے گئے ہوں۔ ان میں قوانین کے نفاذ سے مکمل اصلاح حاصل ہو جائے اور ہر قسم کے نقائص، عیوب اور فساد سے وہ شعبے پاک ہو جائیں۔ اور یہ مقصد جب ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ کہ نفاذ قانون کے لئے ایسا طریقہ اختیار کیا جائے۔ جس سے ایک طرف قانون کے لئے فضار ہموار اور سازگار ہوتی رہے۔ اور دوسری طرف قانون کے نفاذ کی ضرورت بھی لوگ محسوس کرتے رہیں۔ اور اس کے محاسن اور خوبیاں بھی لوگوں پر خود بخود واضح ہوتی رہیں۔ نیز قانون کے نفاذ کے بعد اس پر آسانی کے ساتھ عمل درآمد بھی کیا جا سکے تاکہ عملی زندگی میں قانون کا نفاذ بے معنے ہو کر نہ رہے۔ اور نہ ایک "فقیر برہنہ" کی طرح عملی لباس کے لئے قانون ہمیشہ بھیک مانگتا رہے مگر لباس کبھی اُسے نہ مل سکے۔

اور ظاہر ہے کہ اس مقصد کے لئے تدریج کے طریقہ سے زیادہ کوئی مفید طریقہ دوسرا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس سے ایک طرف نفاذِ قانون کے لئے خود بخود فضار سازگار ہوتی جا رہی ہے۔ اور دوسری طرف ذہنوں کی تربیت بھی ہوتی رہتی ہے۔ اور قانون کے اصل نشار سے بھی لوگ واقف ہوتے رہتے ہیں۔ قانون کے محاسن اور خوبیاں بھی اُن پر اس طریقہ سے واضح ہو سکتی ہیں۔ اس کے بعد جب قانون اپنی آخری شکل میں نافذ ہو کر آ جائے گا۔ تو لوگ بڑی خندہ پیشانی سے قانون کا استقبال کرتے ہوئے اُسے "خوش آمدید" کہیں گے اور دل کی گہرائیوں سے اُسے قبول کریں گے۔ یہی فی الحقیقۃ قانون کی اصل کامیابی ہے۔ اور ایسے قوانین سے زندگیوں میں حقیقی انقلابات پیدا ہو سکتے ہیں۔ شراب کی تحریم میں بھی ایسا کیا گیا ہے پہلے سورۂ بقرہ کی آیت نازل ہوئی۔ جس میں شراب نوشی کے بارے میں اظہار ناپسندیدگی کر کے چھوڑ دیا گیا۔ تاکہ لوگوں کے ذہن اس کی حرمت قبول کرنے کے لئے تیار ہو جائیں اس کے بعد شراب کے مفاسد کو عملی زندگی میں واقعات کی صورت میں ظاہر کر دیا گیا جس کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں شراب نوشی سے نفرت پیدا ہو گئی۔ رفتہ رفتہ یکے بعد دیگرے مفاسد کے ظہور سے دلوں کی یہ نفرت بھی بڑھتی گئی۔ یہاں تک کہ عام اذہان اور طبیعتوں میں یہ مکمل خواہش پیدا ہو گئی۔ کہ شراب کو حرام اور اس کا استعمال ممنوع قرار دیا جائے۔ اس پر جب سورۂ مائدہ کی آخری آیت نازل ہوئی کہ فهل انتم منتهون ؟" اب رُک جاؤ گے یا نہیں ؟" تو سب نے ایک آواز ہو کر کہا کہ :۔ انتهينا يا ربنا " اب رک گئے ہم۔ اے رب ہمارے !"

لیکن ! خدانخواستہ اگر پہلے ہی روز سے شراب نوشی پر وہ پابندی عائد کی جاتی۔ جو سب سے اخیر میں عائد کی گئی ہے۔ تو نہ معلوم اس حکم کا حشر کیا ہوتا ؟ — کتنے وہ ہوتے۔ جو اندرون پردہ قانون کی وفاداری کے بجائے خلاف ورزی کے مرتکب ہوتے۔ آخر صدیوں سے آئی ہوئی شراب نوشی کی مسلسل عادتوں کو یکدم چھوڑنا کوئی آسان کام تو نہیں تھا۔ لیکن قانون کی تدریجی ارتقار ہی وہ مفید تدبیر اور کامیاب سکیم تھی۔ جس کی بدولت طبیعتوں پر وہ سب کچھ چھوڑنا آسان ہو گیا۔ جس کی صدیوں سے زبانیں گیت گاتی رہیں۔ اور دل اس کی محبت میں محو ہو چکے تھے۔ چنانچہ حضرت انسؓ فرماتے ہیں :—

"میں ابو عبیدہؓ، ابو طلحہؓ، اور ابی بن کعب کو شراب پلا رہا تھا۔ کہ دفعتاً ایک شخص نے آکر خبر دی کہ شراب تو حرام ہو گئی ۔" یہ سن کر ابو طلحہؓ نے فوراً کہا " انسؓ ! اٹھو، اور شراب کے مٹکے توڑ ڈالو ۔" میں اٹھا۔ اور شراب کے تمام مٹکے توڑ ڈالے ..." یہ ہے وہ حکمت جس کے تحت تحریم شراب کا قانون اپنی تدریجی شان ارتقاء کے ساتھ مکمل ہو کر رہا :— وهو الحكيم العليم —

سنتِ رسولؐ کی روشنی میں شراب کے احکام

قرآن کے بعد جب ہم سنت رسولؐ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ تو اس میں بھی شراب کے بارے میں وہ احکام ملتے ہیں جن کی تفصیلات قرآن کریم کے آخری حکم اور فیصلے کی تفسیر کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ذیل میں ہم انہیں مختصراً ذکر کرتے ہیں۔

شراب کے بارے میں آخری حکم آنے سے پہلے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبہ میں لوگوں کو متنبہ فرما دیا تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ کو شراب سخت ناپسند ہے اور بعید نہیں کہ اس کی قطعی حرمت کا حکم آ جائے۔ لہذا جن جن لوگوں کے پاس شراب ہو وہ اُسے فروخت کر دیں۔ اس کے بعد سورۂ مائدہ کی آخری آیت نازل ہوئی۔ اور آپؐ نے اعلان کرا دیا۔ کہ اب جن کے پاس شراب ہے وہ اُسے ضائع کر دیں۔ چنانچہ اسی وقت مدینہ کی گلیوں میں شراب بہا دی گئی۔ اور آئندہ کے لئے شراب کے بارے میں معاشرے کو قطعی طور پر پاک رکھنے کی غرض سے کسی قسم کی نرمی نہیں برتی گئی۔ بلکہ سختی کے ساتھ حکم امتناعی پر قائم رہنے کے انتظامات ہوتے رہے یہاں تک کہ ان برتنوں کا بھی استعمال ممنوع قرار دے دیا گیا۔ جن میں پہلے شراب بنائی جاتی تھی۔ تحریم شراب کے وقت جن لوگوں کے پاس شراب موجود تھی ان میں سے بعض لوگوں نے پوچھا کہ "ہم شراب کو یہودیوں کو تحفتہً کیوں نہ دیں ؟" آپؐ نے فرمایا "جس نے یہ چیز حرام کی ہے اس نے اس کو تحفہ دینے سے بھی منع کر دیا ہے۔" بعض لوگوں نے پوچھا "ہم شراب کو سرکے میں کیوں نہ تبدیل کریں ؟" آپؐ نے اس سے بھی منع فرمایا۔ اور حکم دیا کہ نہیں اُسے بہا دو۔" ایک صاحب نے باصرار دریافت کیا کہ " دوا

کے طور پر استعمال کی اجازت ہے؟" آپ نے فرمایا "نہیں" وہ دوا نہیں بلکہ بیماری ہے" الغرض! شراب کے متعلق جتنے سوالات سامنے آتے رہے تو صاحب شریعت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے جوابات میں انتہائی سختی سے کام لیا۔ جس کا اندازہ آپ ذیل کے ارشادات سے بخوبی لگا سکتے ہیں:۔

شرابیوں کے ساتھ جنگ

حدیث:۔ عن دیلم الحمیری قال سالت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقلت یا رسول اللہ انا بارض باردۃ نعالج فیہا عملا شدیدا وانا نتخذ شرابا من ہذا القمح نتقوی بہ علی اعمالنا وعلی برد بلادنا قال ہل یسکر قلت نعم قال فاجتنبوہ فقلت فان الناس غیر تارکیہ قال فان لم یترکوہ فقاتلوہم۔ (ابو داؤد)

دیلم حمیری کہتے ہیں۔ کہ میں نے حضورؐ سے یہ عرض کیا کہ ہم ایک سرد زمین کے باشندے ہیں جہاں ہم محنت سے مشقت کے کام کرتے ہیں۔ ہم گیہوں کی شراب پی کر کام کرنے کی قوت حاصل کر کے سردی کا مقابلہ کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ تمہاری شراب نشہ آور ہے؟ میں نے عرض کیا۔ جی ہاں! نشہ آور تو ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ:۔ "اسے چھوڑ دو" میں نے عرض کیا، لوگ تو اسے ہرگز نہیں چھوڑیں گے۔" آپ نے فرمایا اگر لوگ اُسے نہ چھوڑیں تو تم ان سے جنگ کرو۔"

شرابیوں پر خدا کی لعنت

حدیث:۔ عن ابن عمرؓ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لعن اللہ الخمر وشاربہا وساقیہا وبائعہا ومبتاعہا وحاملہا والمحمولۃ الیہ۔ (ابوداؤد)

ابن عمرؓ کہتے ہیں۔ کہ میں نے حضورؐ سے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔ کہ شراب پر بھی خدا کی لعنت ہے۔ اور پینے اور پلانے والوں پر۔ اور بیچنے اور خریدنے والوں پر اور لیجانے والوں پر۔ اور ان لوگوں پر جن کے پاس شراب لائی گئی ہو۔ سب پر خدا کی لعنت ہے۔"

ان دونوں نبویؐ ارشادات میں حضورؐ کی زبان مبارک سے جو کچھ شراب کے متعلق نکلا ہے۔ ایک مومن کے لئے وہ کافی درس عبرت ہے۔ جو لوگ چاہتے ہیں کہ دنیا میں وہ ایسے طرز پر زندگی بسر نہ کریں جس سے ان کا ایمانی رشتہ اللہ اور اس کے پیارے رسولؐ سے ٹوٹ کر الگ تھلگ رہیں۔ ان کے لئے ان دو روایات اور آپؐ کے ان ارشادات میں عبرت آموز سبق پایا جاتا ہے

شراب کی تجارت بھی حرام ہے

اسلام کی نظر میں شراب اس قدر گندہ چیز۔ اور اس کے استعمال اس قدر قابل نفرین ہے۔ کہ اس کی تجارت کے لئے بھی اسلام کے نظام معیشت میں کوئی گنجائش نہیں۔ چنانچہ اس کی خرید و فروخت دونوں مسلمان کے لئے حرام ہیں۔ اور جو شخص اس کی تجارت کر رہا ہو۔ وہ ایک قطعی حرام فعل کا مرتکب ہو رہا ہے اور خدا کی طرف سے اس پر لعنت برستی ہے۔ ترمذی اور ابن ماجہ میں حضرت انسؓ کے حوالہ سے درج ذیل روایت ذکر کی گئی ہے۔

حدیث:۔ لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الخمرۃ عشرۃ عاصرہا ومعتصرہا وشاربہا وحاملہا والمحمولۃ الیہ وساقیہا وبائعہا واکل ثمنہا والمشتری لہا والمشتریٰ لہ۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ)

حضورؐ نے شراب کے بارے میں دس آدمیوں پر لعنت بھیجی ہے۔ شراب کشید کرنے اور کشید کرانے والے پر۔ اور اس کے پینے اور پلانے والے پر اور ڈھو کر لیجانے والے پر اور اس پر جس کے پاس شراب لائی گئی ہو۔ اور بیچنے والے پر۔ اور اس پر جو اس کی کمائی کھا رہا ہو۔ اور خریدنے والے پر۔ اور اس شخص پر جس کے لئے وہ خریدی گئی ہو۔"

شرابی لوگ جنت کی شراب سے محروم ہوں گے

حدیث:۔ عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من مات وھو یشرب الخمر یدمنہا لم یشربہا فی الآخرۃ (ابوداؤد)

"ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا ہے جو شخص ایسی حالت میں مر جائے کہ شراب نوشی کے عمل میں مبتلا رہا ہو، تو آخرت میں اسے شراب جنت نہیں ملے گی۔"

شرابی کے عمل عبادت بھی مقبول نہیں

حدیث:۔ عن ابن عباسؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم من شرب مسکرا لم تقبل لہ صلوۃ وفی روایۃ صلوۃ اربعین صباحا (ابوداؤد)

ابن عباس کہتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا ہے جس نے کوئی نشہ آور چیز پی لی تو اس کی نماز مقبول نہ ہوگی۔ دوسری روایت میں ہے۔ کہ اس کی چالیس دن کی نمازیں مقبول نہ ہوں گی۔"

شرابی لوگ جنت میں نہیں جا سکتے

حدیث:۔ عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلثۃ قد حرم اللہ علیہم الجنۃ مدمن الخمر والعاق والدیوث الذی یقر فی اھلہ الخبث (احمد نسائی)

"ابن عمر کہتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا ہے تین آدمیوں پر اللہ تعالیٰ نے جنت کو حرام کیا ہے۔ ایک وہ آدمی ہے جو ہمیشہ شراب پی رہا ہو۔ دوسرا وہ آدمی جو ماں باپ کا نافرمان ہو۔ تیسرا وہ بے غیرت آدمی ہے جو اپنی بیوی کو بدکاری پر دیکھ کر خاموش رہے

بقیہ: مجلس ذکر ص۴ سے آگے

والسلام سے محبت کا ثبوت دیں۔ ہم حضورؐ کی زندگی کو اپنائیں عبادت و ذکر الٰہی میں مشغول رہیں۔ کاروبار کریں۔ دیانتداری امانتداری سے کریں۔ دھوکہ بازی فریب دہی نہ کریں۔ دنیا کمائیں۔ لیکن دنیا کو مقصود و محبوب مطلوب نہ بنائیں بس اتنا ہو کہ

خوردن برائے زیستن نہ کہ زیستن برائے خوردن ——— قرآن مجید کو سمجھیں، علماء کرام اور نیک لوگوں کی صحبت اختیار کریں

حضرت عمرؓ سے کسی نے قرآن مجید کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ اگر چلتا پھرتا قرآن دیکھنا چاہتے ہو تو ہم کو دیکھ لو۔

اب ہم بھی اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ کیا ہم قرآن کے مطابق اپنی زندگی بسر کرتے ہیں اب تو یہ حال ہوگیا ہے کہ

خود تو بدلتے نہیں مگر قرآن کو بدل دیتے ہیں

اللہ تعالیٰ ہم سب کو سچا کھرا اور پکا مسلمان بننے کی توفیق عطا فرمائے دنیا اور آخرت دونوں کے لئے کوشش کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

معلّمِ انسانیت

(مولانا سید ابوالحسن علی ندوی)

بہار اب جو دنیا میں آئی ہوئی ہے

ربیع الاوّل کی مناسبت سے ایک ریڈیائی تقریر کا خلاصہ

یوں تو اس دنیا کی عمر بہت بتلائی جاتی ہے، مگر یہ دنیا کئی بار سُو سُو کر جاگی ہے۔ اور مر مر کر...... زندہ ہوئی ہے، آخری بار جب یہ موت کی نیند سے بیدار ہوئی اور اس نے عقل و ہوش کی آنکھیں کھولیں، وہ وہ دن تھا جب مکّہ کے سردار عبدالمطلب کے گھر پوتا پیدا ہوا، وہ پیدا ہوا تو یتیم تھا مگر اُس نے پوری انسانیت کی سرپرستی کی، اور دنیا کو نئی زندگی بخشی، سوتے میں جو عمر کٹی، وہ کیا عمر ہے؟ خودکشی میں جو وقت گزرا، وہ کیا زندگی ہے؟ اس لئے سچ پوچھئے تو موجودہ دنیا کی کام کی عمر چودہ سو برس سے زائد نہیں،

چھٹی صدی مسیحی میں انسانیت کی گاڑی ایک ڈھلوان راستے پر پڑ گئی تھی، اندھیرا پھیلتا جا رہا تھا، راستے کا نشیب بڑھتا جا رہا تھا، اور رفتار تیز ہوتی جا رہی تھی، اس گاڑی پر انسانیت کا پورا قافلہ اور آدم کا سارا کنبہ سوار تھا، ہزاروں برس کی تہذیبیں اور لاکھوں انسانوں کی محنتیں تھیں، گاڑی کے سوار میٹھی نیند سو رہے تھے، یا زیادہ اور اچھی جگہ حاصل کرنے کے لئے آپس میں دست و گریبان تھے، کچھ تنک مزاج تھے جو جب ساتھیوں سے روٹھتے تو ایک طرف سے دوسری طرف منہ پھیر کر بیٹھ جاتے کچھ ایسے جو اپنے جیسے لوگوں پر حکم چلاتے، کچھ کھانے پکانے میں مشغول تھے، کچھ گانے بجانے میں مصروف، مگر کوئی یہ نہ دیکھتا کہ گاڑی کس غار کی طرف جا رہی ہے، اور اب وہ کتنا قریب رہ گیا ہے۔

انسانیت کا جسم تر و تازہ تھا مگر دل بدحال، دماغ تھکا ہوا، ضمیر بے حس و مردہ نبضیں ڈوب رہی تھیں اور آنکھیں پتھرانے والی تھیں، ایمان و یقین کی دولت سے عرصہ ہوا یہ انسانیت محروم ہو چکی تھی، پورے پورے ملک میں ڈھونڈے سے ایک صاحب یقین نہ ملتا۔ توہمات کا ساری دنیا پر قبضہ تھا، انسانیت نے اپنے کو خود ذلیل کیا تھا، انسان نے اپنے غلاموں اور چاکروں کے سامنے سر جھکایا تھا، ایک خدا کے سوا سب کے سامنے اس کو جھکنا منظور تھا، حرام اس کے مُنہ کو لگ گیا تھا ؎

شراب اُسکی گھٹی میں گویا پڑی تھی!
جُوا اس کی دن رات کی دل لگی تھی

اس دنیا کے مالک کو اپنے گھر کا یہ نقشہ پسند نہ تھا، آخرکار اس نے عرب کی آزاد اور سادہ قوم میں، جو فطرت سے قریب تھی ایک پیغمبر بھیجا، کہ پیغمبر کے سوا اب اس بگڑی دنیا کو کوئی بنا نہیں سکتا تھا، اس پیغمبر کا نام نامی محمدؐ بن عبداللہ ہے، اللہ کے لاکھوں سلام و درود ہوں اُن پر ؎

زبان پہ بارِ خدایا یہ کس کا نام آیا
کہ میرے نطق نے بوسے مری زباں کیلئے

اس زندگی کی ہر چیز سلامت تھی، مگر بے جگہ و بے قرینہ، زندگی کا پہیہ گھوم رہا تھا، مگر غلط رُخ پر، اصل خرابی یہ تھی کہ زندگی کی چول کھسک گئی تھی اور ساری خرابی اسی کی تھی ۔

انہوں نے اس زندگی کی چول بٹھا دی مگر اپنی زندگی اور اپنے خاندان کی زندگی کو خطرے میں ڈال کر اور اپنا سب کچھ قربان کرکے، انہوں نے اس مقصد کی خاطر بادشاہی کا تاج ٹھکرایا دولت اور عیش کی بڑی سے بڑی پیش کش کو نامنظور کیا محبوب وطن کو چھوڑا، ساری عمر بے آرام رہے پیٹ پر پتھر باندھے کبھی پیٹ بھر کھانا نہ کھایا گھر والوں کو فقر و فاقہ میں شریک رکھا۔ دنیا کی ہر قربانی میں ہر خطرے میں پیش پیش اور ہر فائدہ اور ہر لذت سے دور دور لیکن دنیا سے اس وقت تک تشریف نہ لے گئے جب تک کہ دنیا کو صحیح رُخ پر نہ ڈال دیا۔ اور تاریخ کا دھارا نہ بدل دیا۔

تیئس برس میں دنیا کا رُخ پلٹ گیا، دنیا کا ضمیر جاگ گیا، نیکی کا رجحان پیدا ہو گیا، اچھے برُے کی تمیز ہونے لگی، خدا کی بندگی کا راستہ کھل گیا، انسان کو انسان کے سامنے اور اپنے خادموں کے سامنے جھکتے میں شرم محسوس ہونے لگی، اونچ نیچ دور ہوئی، قومی و نسلی غرور ٹوٹا، عورتوں کو حقوق ملے، کمزوروں و بے کسوں کی ڈھارس بندھی، غرض دیکھتے دیکھتے دنیا بدل گئی جہاں پورے پورے ملک میں ایک خدا سے ڈرنے والا نظر نہ آتا ہو وہاں لاکھوں کی تعداد میں ایسے انسان پیدا ہوگئے جو اندھیرے اُجالے میں خدا سے ڈرنے والے تھے یقین کی دولت سے مالا مال تھے جو دشمن کے ساتھ انصاف کرتے تھے، جو حق کے معاملے میں اپنی اولاد کی پرواہ نہ کرتے جو اپنے خلاف گواہی دینے کے لئے تیار رہتے، جو دوسروں کے آرام کی خاطر مصیبت برداشت کرتے، جو کمزور کو طاقتور پر ترجیح دیتے، رات کے عبادت گزار، دن کے شہسوار دولت، حکومت، طاقت، خواہشات، سب پر حاکم، سب پر غالب، صرف ایک اللہ کے محکوم، صرف ایک اللہ کے غلام، انہوں نے اس دنیا کو علم، یقین، امن، تہذیب، رُوحانیت اور خدا کے ذکر سے بھر دیا۔

زمانے کی رُت بدل گئی، انسان کیا بدلا جہاں بدل گیا، زمین و آسمان بدل گئے، یہ سارا انقلاب اسی پیغمبر کی کوشش اور تعلیم کا نتیجہ ہے آدمؑ کی اولاد پر آدم کے کسی فرزند کا ایسا احسان نہیں، جیسا محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دنیا کے انسانوں پر ہے اگر اس دنیا سے وہ سب لے لیا جائے، جو محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس کو عطا کیا ہے تو انسانی تہذیب ہزاروں برس پیچھے چلی جائے گی، اور اس کو اپنی زندگی عزیز ترین چیزوں سے محروم ہونا پڑے گا آج کا دن مبارک کیوں نہ ہو — کہ آج ہی کے دن دنیا کا سب سے مبارک انسان پیدا ہوا، جس نے اس دنیا کو نیا ایمان اور نئی زندگی عطا کی ؎

بہار اب جو دنیا میں آئی ہوئی ہے
وہ سب پود انہیں کی لگائی ہوئی ہے

بقیہ — خطبہ جمعہ صفحہ ۶ سے آگے

اور قوم پر قربان کرنا سیکھو اور اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہو جاؤ ورنہ زندہ قوموں کی ٹھوکروں سے پامال ہو جاؤ گے۔ دیکھو! خدارا غور کرو کہ اسلام کس کس عنوان سے تمہیں قومی ہمدردی پر ابھارتا ہے اور کس طرح تمہاری قومیت کو مہلک جراثیم سے پاک و مصفا کرتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝

ترجمہ! بے شک مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں سو اپنے بھائیوں میں صلح کرا دو اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ۝

ترجمہ! اے ایمان والو! بہت سی بدگمانیوں سے بچتے رہو — کیونکہ بعض گمان تو گناہ ہیں اور ٹٹول بھی نہ کیا کرو اور نہ کسی کی غیبت کیا کرو۔ کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے! سو اس کو تو تم ناپسند کرتے ہو اور اللہ سے ڈرو۔ بے شک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا نہایت رحم والا ہے —

حاشیہ شیخ الاسلام رح

اختلاف و تفریق باہمی بڑھانے میں ان امور کو خصوصیت سے دخل ہے۔ ایک فریق دوسرے فریق سے ایسا بدگمان ہو جاتا ہے کہ حسن ظن کی کوئی گنجائش نہیں چھوڑتا مخالف کی کوئی بات ہو اس کا محل اپنے خلاف نکال لیتا ہے۔ اس کی بات میں ہزار احتمال بھلائی کے ہوں اور صرف ایک پہلو برائی کا نکلتا ہو ہمیشہ اس کی طبیعت برائی کی طرف چلے گی اور اسی برے اور کمزور پہلو کو قطعی اور یقینی قرار دے کر فریق مقابل پر تہمتیں اور الزام لگانا شروع کر دے گا پھر نہ صرف یہی کہ ایک بات حسب اتفاق پہنچ گئی، بدگمانی سے اس کو غلط معنی پہنا دیئے گئے۔ ہیں۔ اس جستجو میں رہتا ہے کہ دوسری طرف کے اندرونی بھید معلوم ہوں جس پر ہم خوب حاشیے چڑھائیں اور اس کی غیبت سے اپنی مجلس گرم کریں ان تمام خرافات سے قرآن کریم منع کرتا ہے۔ اگر مسلمان اس پر عمل کریں تو جو اختلاف بدقسمتی سے پیش آجاتے ہیں۔ وہ اپنی حد سے آگے نہ بڑھیں۔ اور ان کا ضرر بہت محدود ہو جائے بلکہ چند روز میں نفسانی اختلافات کا نام و نشان باقی نہ رہے۔

مسلمان کو بلاوجہ برا بھلا کہنا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان کو بلاوجہ برا کہنا بہت بڑا گناہ ہے اور اس سے بلاوجہ لڑنا کفر کے قریب ہے

چغل خور

حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے۔ کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ چغل خور بغیر سزا کے جنت میں نہیں جائے گا —

سب سے بدتر لوگ

عبدالرحمٰن بن غنم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ بندگانِ خدا میں سب سے بدتر لوگ وہ ہیں جو چغلیاں کرتے ہیں اور دوستوں میں جدائی ڈلواتے ہیں۔

تواضع حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ سب آدمی تواضع اختیار کرو، یہاں تک کہ کوئی کسی پر فخر نہ کرے اور نہ کوئی کسی پر زیادتی کرے۔

مسلمان ایک بدن کی مثال ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسلمان باہمی ہمدردی، باہمی محبت اور باہمی شفقت میں ایسے ہیں کہ جیسے ایک جاندار بدن ہوتا ہے اور جیسے ایک عضو میں تکلیف ہو تو سارا بدن اس تکلیف کو محسوس کرتا ہے اسی طرح ایک مسلمان کی تکلیف تمام مسلمانوں کو محسوس ہونی چاہیئے —

کامل اور سچا مسلمان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کامل اور سچا مسلمان وہ ہے جو کسی مسلمان کو اپنے ہاتھ اور زبان سے تکلیف نہ پہنچائے —

نیک ظنی کا حکم اور اس کا فلسفہ

قرآن عزیز میں مسلمانوں کو بدگمانی سے بچنے کی ہدایت کی گئی اور نیک ظنی کا حکم دیا گیا ہے چنانچہ اگر ہم تاریخ انسانیت کا مطالعہ کریں تو ہم دیکھیں گے کہ دنیا کے فسادات اور اقوام کی خانہ جنگیوں کا موجب سوء ظنی ہے اور جب یہ بیماری کسی کنبہ، کسی گھر یا کسی قوم میں گھر کر لیتی ہے تو وہ کنبہ، گھر اور قوم ایک آفت اور وبال میں گرفتار ہو جاتی ہے۔ منافقت اور معاندت کا زور ہو جاتا ہے، ظنونِ فاسدہ کی بدولت تخیلات اور افعال میں ایک قسم کی بدی اور نحوست پیدا ہو جاتی ہے، منافقت اور جھوٹ کا بازار گرم ہو جاتا ہے اور باہمی محبت اور قومی ہمدردی کے جذبات بغض و عناد میں دب کر فنا ہو جاتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ اسلام نے نیک ظنی کی تاکید ہے اور بدظنی سے روکا ہے کہ یہ مفاسد جھوٹ اور نفاق کی جڑ ہے۔

رحمت دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ مومنوں کی نسبت نیک گمان کیا کرو اور یہ ایسا مبارک فصیح و بلیغ اور بے نظیر ارشاد ہے کہ اس پر نیک ظنی اور وسعت قلبی کی حدیں ختم ہو جاتی ہیں —

بہرحال حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات، احکام خداوندی اور میری معروضات کا حاصل اور مدعا یہی کہ مسلمان کو مسلمان پر اعتبار کرنا چاہیئے، آپس کے اختلافات ختم کر کے قوم کی ہمدردی میں سرگرم ہونا چاہیئے اور انفرادی زندگی کو اجتماعی زندگی پر قربان کر دینا چاہیئے

(وما علینا الا البلاغ المبین)

الحاج حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب کو صدمہ

راولپنڈی ۹ اگست مدرسہ فرقانیہ مدنیہ کرتارپورہ اور جمعیتہ علماء اسلام کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب کی شیر خوار بچی مورخہ ۸ اگست کو فوت ہو گئی ہے جس کے جنازہ میں علماء کرام اور معززین شہر و مدارس دینیہ کے طلباء نے کافی تعداد میں شرکت فرمائی۔ گیارہ بجے بچی کو ... قبرستان عیدگاہ میں سپردِ خاک کیا گیا

احقر محمد رزین ناظم دفتر مدرسہ فرقانیہ مدنیہ راولپنڈی

بچوں کا صفحہ

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

محمد علی عبدالغنی

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے زمانے کے ایک بہت بڑے اور مشہور جرنیل تھے۔ آپ کا تعلق قریش کے خاندان بنو مخزوم سے تھا جو اپنی بہادری اور جنگجوئی کے لیے مشہور تھا۔ اسلام لانے سے پہلے آپ جنگِ اُحد میں مسلمانوں کے خلاف لڑے اور آپ ہی کی جنگی چال سے مسلمانوں کو کافی نقصان اُٹھانا پڑا۔ آپ ہجرت کے ساتویں سال اسلام لائے۔ پھر اس کے بعد ہمہ تن دینِ محمدیؐ کی خدمت میں مشغول رہے۔

آپؓ نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں غزوۂ موتہ میں کارہائے نمایاں دکھائے۔ حضرت زیدؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی شہادت کے بعد آپؓ نے فوج کی کمان سنبھال لی اور بڑی خوبی ہوشیاری اور غیر معمولی دلیری سے حملہ کرکے فتح حاصل کی۔

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہو کر آپؓ کو سیف اللہ یعنی اللہ کی تلوار کا لقب دیا۔ خلیفۂ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے زمانۂ خلافت میں جب قبائلِ عرب دینِ اسلام سے منحرف ہو رہے تھے تو آپؓ نے ان کی سرکوبی کے لیے جو سردارانِ اسلام بھیجے تھے اُن حضرات میں خالد بن ولیدؓ بھی شامل تھے۔ اُن قبائل کی سرکوبی کے لیے، آپؓ عراق پہنچے جہاں مسلمان ایرانیوں کے خلاف جنگ کر رہے تھے۔ چنانچہ آپؓ بھی اس جنگ میں شریک ہو گئے۔ آپؓ کی بہادری، تنظیمی قابلیت اور جنگی واقفیت سے مسلمانوں نے پے در پے فتوحات حاصل کیں۔ اور انہیں ہر موقع پر شکستِ فاش دے کر اُن کی رہی سہی قوت کا خاتمہ کر دیا۔

آپؓ نے لشکرِ اسلام کو از سرِ نو منظم کیا اور مسلمانوں کے دلوں میں ایک نیا جوش اور ولولہ پیدا کر دیا۔ اور ایسی تقریر اُن کے سامنے کی کہ تمام مسلمان اپنا سر کٹانے پر بھی تیار ہو گئے۔ چنانچہ آپؓ نے رُومیوں پر حملہ کیا سخت جنگ ہوئی جس سے رُومی حملے کی تاب نہ لاکر میدانِ جنگ سے بھاگ نکلے۔ اور دمشق اور بیت المقدس کی فتح کے بعد تو شام میں رُومیوں کے اقتدار کا ہمیشہ کے لیے نام و نشان مٹ گیا۔

خلیفۂ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے حضرت خالدؓ کو معزول کرکے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو اپنی فوج کا جرنیل بنایا۔ کیوں کہ آپؓ یہ نہیں چاہتے تھے کہ مسلمانوں کے دلوں میں یہ خیال ایک حقیقت بن جائے کہ فتوحات صرف حضرتِ خالد بن ولیدؓ کے دم قدم سے ہیں۔ لیکن حضرتِ خالد بن ولیدؓ نے بھی طاقت کی ایسی ہی بے نظیر مثال پیش کی جس کی مثال اس دُنیا میں ملنی مشکل ہے۔ آپ ایک معمولی سپاہی کی طرح حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سپہ سالارِ افواجِ مسلمانان کے تحت لڑتے رہے اور اپنی معزولی سے ذرا بھی خفا نہ ہوئے۔ اور نہ ہی کسی پر یہ ظاہر کیا بلکہ پہلے سے بھی زیادہ جوش و خروش سے میدانِ جنگ میں لڑتے رہے آپؓ کی ساری زندگی میں ایک واقعہ بھی ایسا نہیں کہ آپؓ نے دشمن سے شکست کھائی ہو۔ آپؓ کی عمر کا زیادہ حصّہ لڑائیوں میں گذرا۔ آپؓ کے جسمِ مُبارک پر کوئی ایسی جگہ نہ تھی جہاں تیر، نیزے اور برچھے کا نشان نہ ہو۔ آپؓ کی ہر وقت یہی خواہش رہتی کہ مجھے شہادت نصیب ہو۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو اپنی تلوار کسی دوسرے کے ہاتھوں توڑنا مقصود نہ تھی غرض حضرتِ خالد بن ولیدؓ ہی وہ بزرگ شخصیت تھی جن کا نام سُن کر کافروں کا دِل دہل جاتا تھا اور انھیں (کافروں کو) مقابلے کی ہمت نہ پڑتی تھی اور اکثر آپ کو دیکھ کر بھاگ جاتے تھے۔

قابلِ صد رشکِ انساں خالدِ جرّار ہیں!

از:- حافظ نور محمد انور

مومنوں میں مہرِ تاباں خالدِ جرّار ہیں
رتبہ و عظمت میں ذی شاں خالدؓ جرّار ہیں

اشجعِ عالم بھی ہیں وہ فاتحِ اعظم بھی ہیں
دین کے لشکر کے سُلطاں، خالدؓ جرّار ہیں

جن کو سیفُ اللہ کا سرکارؐ نے بخشا خطاب
بالیقیں وہ مردِ میداں، خالدؓ جرّار ہیں

جن کے دَم سے پہلوانانِ جہاں لرزاں رہے
وہ مجاہد شیرِ یزداں، خالدِ جرّار ہیں

جن کے زرّیں کارنامے دہر میں مشہور ہیں
وہ مطیعِ حُکمِ رحماں، خالدؓ جرّار ہیں

کر دیا جس نے صفایا دُشمنانِ دین کا،
وہ خدائی تیغِ برّاں، خالدؓ جرّار ہیں،

قائدِ بے مثل و بطلِ بے نظیر و مردِ حق،
قابلِ صد رشکِ انساں، خالدِ جرّار ہیں

عزمِ کامل سے جہاں میں دیں کی عظمت کا چراغ
کر دیا جس نے فروزاں، خالدؓ جرّار ہیں

مرقدِ خالدؓ پہ انورؔ رحمتوں کا ہو نزول
جس نے سکھلائے جہادِ زندگانی کے اصول،

چیف ایڈیٹر عبیداللہ انور

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ رمئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری C.B.T.۲۷۳۰-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ر ستمبر ۱۹۵۶ء